صفحہ ۱۳۶ سے لایق توجہ و ملاحظہ مسلمانان عالی ہمت و مہربان گورنمنٹ

اشاعۃ السنۃ النبویۃ

علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ و التحیۃ

نمبر پنجم و ششم — جلد ششم

معہ

ضمیمہ مسایل مذہب محدثین اہل السنۃ

بابت ماہ رجب ۱۳۰۰ھ مطابق ماہ مئی ۱۸۸۳ء

شرح قیمت وغیرہ امور متعلقہ رسالہ

درجات و مراتب: درجہ	درجات و مراتب: مرتبہ	تفصیل خریداران بشرح مراتب	قیمت سالیانہ: بابت رسالہ	قیمت سالیانہ: بابت ضمیمہ
۱	اخص قیمت	اسلامی ریاستون کے نواب اور رئیس	للوعہ ۲۴	۶ ے
۲	خاص قیمت	گورنمنٹ انگریزی [illegible] و لایبریری ہا و سوسائٹی ہا	عہ ۱۲	۳ ے
۳	عام قیمت	متوسط اہل وسعت	ے	۸ عہ
۴	رعایتی قیمت	کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار سے زیادہ آمدنی کہیں اور سالانہ پیشگی دیں	ے	۱۲ ر
۵	قیمت للاہی	کم وسعت جو دس روپیہ ماہوار بھی آمدنی نہ کہیں مگر علمیت کہیں اور اشاعت کی غرض	دعا	ایضاً

(۲) ضمیمہ رسالہ سے علیحدہ فروخت نہ ہوگا رسالہ بدون ضمیمہ مل سکیگا-

(۳) خط کتابت و ارسال زر مہتمم کے پورے نام و خطاب سے سب نشان مندرجہ ذیل ہونا چاہیئے- و ارسال زر بذریعہ منی آرڈر یا ہنڈوی اور کسی صورت سے نہ ہو ورنہ مہتمم ذمہ دار نہ ہوگا-

ابو سعید محمد حسین لاہوری از مالیر کوٹلہ ضلع لودہانہ

Malerkotla

مطبع ریاض ہند امرتسر

(دفعہ ۱)

اشتہار

(یکہزاری)

خاکسار بذریعہ اشتہار یکہزار روپیہ نقد سکہ رائج الوقت کا اُس شخص کو وعدہ انعام دیتا ہے جو ان مفتریات و بہتانات کا جو اہلحدیث کے ذمہ لگائی جاتی ہین (اور وہ اشاعۃ السنہ نمبر ۵ جلد ۶ مین بصفحہ ۱۲۹ منقول ہین) اگر ان کتب حمولہ و متمسک سے (جو شرعاً و عرفاً و سلفاً و خلفاً ان کی متمسک بہا ہین) ثابت کرے یا ان کا داخل مذہب اہلحدیث ہونا اس اصول و قانون سے جو انتباہ حضرت شاہ ولی اللہ و میزان شعرانی و الیواقیت ملا حیات سندی اور اشاعۃ السنہ نمبر ۳ جلد ۲ مین بصفحہ ۸۴ بیان ہوا ہے ثابت کرے-

المشتہر
ابو سعید محمد حسین لاہوری

التماس

اڈیٹران اخبار راست شعار کو اپنے اپنے اخبار مین بخطر رفاہ عام و اصلاح قوم و دفع اختلاف و حصول اتفاق درج کرین-

نمبر اول

مسلمانون کی خوفناک حالت

لایق ترحم و توجہ گورنمنٹ

ع

مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی

تمہیدات

اوّل

جب کوئی اپنے بیمار کے درمان و علاج کا حکیم حاذق سے خواہان ہوتا ہے تو پہلے اسکو اس بیمار کی شکایت ضرور کرنی پڑتی ہے کہ اُسکے پیٹ مین یہ بلا ہے اور [illegible] سے یا کسی ظالم (حاکم یا رعایا) کے ظلم سے مخلصی چاہتا ہے تو اُسکو بھی ضرور اپنی یا دوسری بہائی یا حاکم وقت کی کچھہ نہ کچھہ نقصان یا بُرائی بیان کرنی پڑتی ہے +

اسکو کوئی یہہ سمجھے کہ یہہ اپنے یا اپنی قوم یا حاکم کی توہین و تحقیر کرتا ہے تو یہہ اُسکی نافہمی ہے جس کا (بجز شافی مطلق) کسی طبیب حکیم ڈاکٹر فلاسفر کے پاس کچھہ علاج نہین اور جو اُسکی نسبت یہہ خیال کرے کہ اِس بیان و شکایت مین علاج و اصلاح کی نیت نہین صرف بدگوئی مقصود ہے یہ اسکی بدگمانی ہے (جسکا بجز سکوت کچھہ جواب نہین)

اسی روش پر ہمکو (جو اپنی بیمار قوم کی مُہلک مرض کے درمان و علاج کی بھلے اپنی قوم سے پہر اپنی مہربان گورنمنٹ سے خواستگار رہین) ضروری ہوا کہ ہم پہلے اپنی قوم کے خوفناک حالات کو بیان کرین پہر اسکے علاج کے خواہان ہون پس

+ ہان اگر کوئی نیا آفت [illegible] رکہکر سُنے تو جواب بہی [illegible] صفحہ (۱۳۸) عنقریب آویگا۔

ناظرین باتمکین اِس بیان کو تحقیر و توہین مسلمانان نہ سمجھین بلکہ غمخواری و تیمارداری خیال کرین اِسمین (ہمکو لایق بدگمانی سمجھکر) بدگمانی نہ کرین اپنی عالی ہمتی اور نیک نیتی پر نظر رکھکر حسن ظنی کو کام مین لاوین ؎ بر من منگر بر کرم خویش نگر۔

تمہید دوم

یہہ ایک سرسری اور اکثری بات ہے کہ گورنمنٹ نیوٹرل (یعنی غیر طرفدار) ہے اور وہ رعایا کے مذہبی امور مین دست اندازی نہین کرتی اور اُسکو ایسا ہی ہونا چاہئے مگر اگر غور سے دیکھا جاوے تو یہہ بات کلّیۃً صحیح نہین اور نہ کسی گورنمنٹ کو (جو عدل کا دعوی اور شایستگی انتظام کو شعار رکھتی ہو) ایسا کرنا مناسب ہے بلکہ گورنمنٹ کا نیوٹرل ہونا اور مذہبی امور مین مداخلت نہ کرنا جبکہ اُن ہی مذہبی امور کی نسبت ہے جنکو پولیٹکل معاملات یا انتظامی سلسلہ سے تعلق نہین ہے اور جن مذہبی امور رعایا کو سلطنت پر اثر ہے یا انتظام مین دخل ہے اُسمین دست اندازی کرنا ہر ایک گورنمنٹ کا (جو اصول سیاست کی پابند ہو) فرض ہے اور اِسی پر ہماری برٹش گورنمنٹ کا عمل ہے۔

تمثیلات

ایک شخص اپنے مذہب کی ہدایت سے (جسکو وہ مذہبی ہدایت سمجھتا ہے گو اصل مذہب کی وہ ہدایت نہ ہو) اپنے مخالفین مذہب کو قتل کرنا چاہے یا اس فعل کے لوگون کو ترغیب[*] دے تو کیا گورنمنٹ اسکو اِس مذہبی فرض کے ادا کرنے سے نہین روک سکتی۔

[*] چنانچہ ایک مولوی صاحب نے اپنے مخالفین مذہب کی نسبت ایسا فتوی دیا ہے بلکہ اسکو بطور رسالہ چھاپکر مشتہر کر دیا ہے ہم انکا یا اُن کے رسالہ کا نام لینا ابھی مناسب نہین سمجھتے اگر ہماری یہ اجمالی اشارون اور خفیف نسخون نے ان بیمار پر اثر نہ کیا تو ناچار نمبر دوم اس مضمون مین انکا نام بتایا جاویگا۔

بیشک روکتی ہے اور اسکو روکنا لازم ہے۔

اِس دست اندازی پر اگر کوئی سوال کرے کہ گورنمنٹ تو نیوٹل ہے پھر وہ ہمکو ہمارے اِس مذہبی فرض سے کیون روکتی ہے اور ہمارے مذہب مین کیون مداخلت کرتی ہے تو گورنمنٹ کی طرف سے اسکا جواب صرف یہی ہو سکتا ہے کہ گو مین نیوٹل ہون اور کسیکے مذہب مین دخل دینا میرا کام نہین مگر اِسی حد تک اور اسی مسئلہ مذہبی کی نسبت جسکو انتظام عام یا پولیٹیکل معاملات سے تعلق نہ ہو اور یہہ مسئلہ (قتل مخالفین مذہب) ایسا ہے جسکو نہ صرف نظام عام رعایا سے تعلق ہے بلکہ اصول سلطنت اور گورنمنٹ سے بھی پورا تعلق ہے۔ اِس مسئلہ کی نسبت بھی اگر گورنمنٹ نیوٹل ہو رہیگی تو ایک نہ ایک دن اُسکو ہندوستان چھوڑ کر انگلینڈ کی راہ لینی پڑیگی کیونکہ گورنمنٹ خود بھی اس مسئلہ کے استعمال کا محل ہو سکتی ہے اسلیئے کہ مذہبی مخالفت جو اس مسئلہ کا اصول ہے اسمین بھی موجود ہے۔

(۴) ایک مسلمان ہندؤن کے بتخانہ کو یا ایک ہندو مسلمانون کی مسجد کو گرانا چاہے یا ایک دوسرے کے معبود یا بانی مذہب کی توہین کرے اور اِس امر کو وہ اپنا مذہبی فرض سمجھ لے تو کیا گورنمنٹ اسکو بلا استغاثہ یا باستغاثہ فریق ثانی اِس فرض کے ادا کرنے سے نہین روکتی؟ بشیک روکتی ہے۔

اسپر بھی اگر وہی سوال دست اندازی مذہبی کوئی کرے تو گورنمنٹ اسکا جواب بجز اسکے کچھ نہین دیسکتی کہ اِس امر کو انتظام عام مین دخل ہے گورنمنٹ اسکی نسبت نیوٹل نہین ہے۔ اسکے نظائر اور بہت ہین از انجملہ بعض نظائر† کا ذکر مضمون آیندہ مجددؑ کے خاتمہ پر بیان ہوگا۔

---

† جیسے ہندؤن مین ستی ہونا تپسیا کرکے خودکشی کرنا مسلمانون مین بردہ فروشی حدود شرعی جاری کرنا وغیرہ۔

تمہیدات ہوچکین اب اصل مضمون کیطرف رجوع کیا جاتا ہے

جون جون ہم اور ہمارے ہمدرد محب القوم والوطن مسلمانون کے باہمی اتفاق بھم پہنچانے مین کوششین کرتے ہین اسکی تائید و ترغیب مین پُرزور و با اثر مضامین قید قلم مین لا کر اخبارون اور رسائل مین چھپواتے ہین اور اس اتفاق و اتحاد کے وسائل (انجمنین اور سوسائیٹیان) قایم کرتے ہین تون تون ہمارے ہی فاسد اعضا بعض مسلمان شوریدہ بخت واژگون قسمت (جنکی بدنصیبی سے یہ بیت حاکی ہے باآب زمزم و کوثر سفید نتوان کرد ۞ گلیم بخت کسی راکہ بافتند سیاہ) درپئے تفرقہ و فساد و باہمی بغض و عناد ہوتے جاتے ہین مسلمانون کو ایک دوسرے کا دشمن بناتے ہین - کینہ و عداوت و تفرقہ و مہاجرت کا سبق پڑھاتے ہین رات دن بذریعہ تحریر و تقریر علیحدگی و نفاق کی منادی سُناتے ہین کہ اپنے مخالفین کو (جو اصول مین ان کے موافق [illegible] مسجدون سے نکالدو ان کے پیچھے نماز نہ پڑھو ان کے پاس بیٹھنا ساتھ چلنا کھانا پینا موقوف کرو وعلی ہذا القیاس - اور جب وہ دیکھتے ہین کہ صرف معمولی فروعی اختلاف پر یہ احکام نہین لگائے جاسکتے اور اگر لگائے بھی جاتے ہین تو وہ عام لوگون مین چل نہین سکتے تو وہ اس تفرقہ کو قائم کرنے اور ان احکام شقاق و نفاق کو جاری کرنیکے لئے جھوٹ و افترا سے کام لیتے ہین - اپنے **مسلمان** اور **سُنی** بھائیونکی نسبت ایسی باتین خلاف واقع اور ناحق شائع کرتے ہین جو انکو دائرہ اسلام سے خارج کرین یا اہلسنت و جماعت کے احاطہ سے نکالدین (جیسے انکا یہ **افترا** کہ خداتعالی کا جھوٹ بولنا ممکن ہے اور یہ **افترا** کہ انبیا علیہم السلام کو خطاکار یا گنہگار کہنا جائز ہے - اور یہ **افترا** کہ آنحضرت صلعم خاتم المرسلین نہین ہین - اور یہ **افترا** کہ رجعت (جسکے شیعہ قائل ہین) برحق ہے - اور یہ افترا کہ چارون امامون کے پیرو (حنفی شافعی حنبلی مالکی) اور چارون طریقہ

نوٹ + دیکھو مضمون منافع اتفاق و مضار نفاق مندرجہ اخبار مشیر قیصر نمبر ۳۷ جلد ۶ مطبوعہ ۱۱ ستمبر ۱۸۸۳ء جو ایک نامی اہل اسلام کا لکھا ہوا ہے اور نہایت پُرزور ہے موقع ملا تو ہم اسکا خلاصہ کسی پرچہ مین نقل کرینگے - اور مضمون ہمکی اشاعت (مندرجہ ضمیمہ اشاعۃ السنہ نمبر ۲ جلد ۳) اور مضمون اشاعت مذہب اسلام (مندرجہ ضمیمہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱ جلد ۳) اور مضمون کفر و کافر (مندرجہ رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱۰ و ۱۱ جلد ۴) وغیرہ وغیرہ -

+ جیسے انجمن ہمدردی اسلامی لاہور و انجمن اسلامیہ لاہور و حسب بنا و اصول جدیدہ و انجمن اسلامیہ میرٹھ وغیرہ وغیرہ

کی تبع (چشتی قادری نقشبندی سہروردی) سب کافر ہین - اور یہہ افترا کہ خنزیر کی
چربی حلال ہے - اور معاذ اللہ ——— نے وہ پنیر شام جسمین وہ چربی تھی کہایا ہے
اور یہہ افترا کہ مردون کو بالیان پازیب زیور وغیرہ پہننا درست ہی اور یہہ افترا
کہ پیشاب کرنے کے بعد پانی وغیرہ سے استنجا کرنا بدعت اور دوزخیون کا کام ہے
اور یہہ افترا کہ وضو مین بجاے پاون دہونے کے انپر مسح کرنا فرض ہے وغیرہ
وغیرہ جنکی تفصیل مین تطویل ہے -

اِس قسم کی افترا پردازیان اور فتنہ انگیزیان سب سی پہلے شہر دہلی (جو ہمیشہ سی
ہر ایک فن (بہلے یا برے) کے اہل کمال کا مرجع و مجمع ہے - وہان کے علما و صلحا ہین
تو بے مثل ہین مفسد و شہدے ہین تو بے نظیر) سے سرزد ہوتی ہین پہر اور دیار
و امصار (ہندوستان و پنجاب) مین پہیلتی ہین - ان باتون کو نا واقف
خُرافات [illegible] منقول و مندرج ہین
اور مفسد شریر النفس (اپنی خبث باطنی کے اقتضا سے) بدل قبول کرتے ہین اور
عام لوگون مین پہیلاتے ہین اور یوماً فیوماً بغض و عداوت باہمی اہل اسلام کو بڑہاتے
ہین - یہہ بازار فتنہ و فساد کا دہلی مین مدت سی گرم تہا سنہ ۱۸۸۱ء مین جی جی ہنگس
صاحب بہادر کمشنر و سپرنٹنڈنٹ قسمت دہلی نے ہمیشہ کے مقدمات دیوانی فوجداری
(جو اِس تفرقہ و فساد کے نتایج تھے) کے سُنتے سُنتے تنگ آکر اِس بازار کو سرد کرنا چاہا -
اور جانبین کے علما و مقتداون کو بُلا کر دوستانہ طور پر سمجہایا کہ آپ لوگ عوام کے
فتنہ کو بند کرین اور باہم اتفاق و اتحاد اہل اسلام کو قایم رکہین تسپر فریقین کے
سرآمد علما نے جو اُسوقت مرجع اقتدار تھے توجہ فرمائی اور ایک تحریر پُر تاثیر خوش تقریر
(جسکا خلاصہ ذیل مین درج ہے) قید قلم مین لاکر اپنے اپنے فریق کے علما و فضلا کے
کے دستخطون و مواہیر سے مسجل و مزین فرما کر صاحب کمشنر کے پاس تصدیق و شہادت واقعہ

(نہ کسی مسئلہ کی تصفیہ وتحقیق کے لئے) پیش کی - اس تحریر کو تمامہا ہم رسالہ اشاعۃ السنہ نمبر ۳ جلد ۵ مین درج کرچکے ہین - اِسمقام مین اِسکا ایک حصّہ بعینہٖ اسکی عبارت سے نقل کرتے ہین -

نقل پارہ از تحریر علماء دہلی مدخلہ ومقصد عدالت کمشنری

"چونکہ دہلی ودیگر امصار مین اکثر نافہم لوگون نے مسائل فروعیہ مین تنازعات بمعنی بپا کرکے طرح طرح کے اشتہار ورسائل مشتہر کئے ہین بارہا وہ اشتہار ورسایل ہماری نظر سے گذرے ہر چند بطور خود اسکا انتظام وامتناع چاہا مگر نادان لوگ باز نہ آئے اور خفیف امور پر نوبت بعداوت پہنچائی ہر ایک فریق اپنے مخالف فریق کو گمراہ اور خارج از اہلسنت والجماعت تقریرًا وتحریرًا کہنے لگا - اور باہم فساد وعناد بڑہتا گیا اور یہان کے فساد سے اوربلاد وقصبات [illegible] پہنچی - حالانکہ یہ اختلاف سلف صالحین سے چلا آیا ہے اور صحابہ کرام اور مجتہدین عظام مین فروعی مسایل مین اختلاف رہا ہے لیکن باوجود اختلاف کے اُن حضرات مین بغض وعناد وفساد نہ تہا - ایکدوسرے کو خارج از اہلسنت والجماعت نہ سمجہتا تہا اور آپسمین محبّت واتحاد تہا اور آجکل لوگ اُنھین فروعی مسائل کے اختلاف کے سبب اتفاقی حرمتون مین مبتلا ہورہے ہین کیونکہ ضد اور کینہ اور غیبت اور عداوت اور فساد بالاتفاق حرام ہے۔ جن مسایل مختلف فیہ مین اختلاف ہے وہ یہ ہین - نجاست آب - آمین بالجہر فی الصلوٰۃ رفع الیدین فی الصلوٰۃ - رفع سبابہ ودیگر مسایل اختلافیہ - بعض نے انکو حرام سمجہا - اور بعض نے سُنن موکدہ - غرضکہ جادہ اعتدال سے گذر گئے -

ایک فریق دوسرے فریق کے افعال نماز مین طعن وتوہین سے پیش نہ آوے اور نماز ایک فریق کی دوسرے کے پیچھے بشرط رعایت عدم مفسدات جایز ہے پس جو شخص

کرے اسکو منع نکیا جاوے اور اُسکے پیچھے بلاشبہ نماز پڑہنی چاہئے اور جو نکرے اُسپر اعتراض
نہو اور فاعل افعال مذکورہ اُسکے پیچھے نماز پڑھے اور آپسمین محبت اور اتحاد رکہین
کوئی کسیکو برا اور بدمذہب نجانے - مساجد مین کسی فریق کا کوئی فریق فریقین سے مانع
و مزاحم نہو جیسا کہ طریقہ سلف کا تھا اور عملدرامد متقدمین کا رہا ہے عامل بالحدیث
اپنی طور پر عمل کرے اور عامل بالفقہ اپنے طور پر ہر ایک مسجد مین ہر ایک اپنے عمل بجالانیکا
مجاز و مختار رہے - "

نقل مواہیر علماء دہلی فریقین وغیرہ جو اس تحریر پر ثبت ہین -

فریق عامل بالحدیث		فریق عامل بالفقہ			
مہر یا نام	تعریف	مہر یا نام	تعریف	مہر یا نام	تعریف
محمد نذیر حسین [illegible]	اس گروہ کے رئیس العلماء [illegible] اور حدیث کے مدرس [illegible]	محمد شاہ [illegible]	اس فریق کے امام و مناظر [illegible] کے معقولات [illegible]	محمد عبداللہ	مدرسہ مولوی عبدالرب کے مدرس جو فی الحال پنجاب یونیورسٹی کالج کے مدرس دوم ہین
حفیظ اللہ حسبنا اللہ بس	حافظ مولوی واعظ مشہور شہر دہلی کے	۱۲۹۰ محمد عبدالرب	واعظ مشہور دہلی و شاہجہانپور	۱۲۸۴ عبدہ محمد یوسف	حافظ و واعظ مشہور
ز شرف سید کونین شد شریف حسین	مولینا سید نذیر حسین صاحب کے جانشین اور فرزند ارشد	محمد عبد الحق	مدرس مدرسہ مسجد فتحپوری	[illegible]	[illegible]
		محمد رحیم بخش ۱۲۷۹	مسجد فتحپوری کے امام اور خاندان نقشبندیہ کے سجادہ نشین		

فریق ثالث یا بخیر جنکو دونو فریق سے مساوی تعلق ہے	
انہ کان منصورا	سید محمد امام مسجد جہان نما
مولوی ابو المنصور امام فن مناظرہ	تمام شہر اور جامع مسجد کے امام

اِس تحریر پر ان علماء کے علاوہ اور بہت سے فضلاء و علماء فریقین و ثالث طرفین کے دستخط
و مواہیر ثبت ہین مگر ہمنے ایک خاص غرض سے جسکو مقام بیان علاج مین ظاہر کرینگے
صرف ان علماء کی مہرین نقل کی ہین جنکا علماء و مقتدا ہونا اسوقت اپنے اپنے فریق مین مسلم

ومشہور ہی +

یہہ تقریر سراپا تنویر تریاق التاثیر ان مردہ دلون پر (جو حسد وعناد وشر وفساد ملائے گئے ہین زہر ہلاہل ہنکر گرے یا زہر آلودہ خنجر ہوکر لگی اور وہ صلح جو اس تحریر کی تاثیر سے پیدا ہوئی تہی انکو موت سی بھی بدتر معلوم ہوئے پس وہ اس عہد کے توڑانے اور اس صلح کے فسخ کرانے کی تدابیر کے درپی ہوگئے۔

ایک مدت کے بعد پہلے تو اونھون نے یہہ تدبیر فساد وباہمی جنگ وعناد کی نکالی کہ ایک تحریر منجانب مولوی سید شریف حسین صاحب خلف الرشید مولینا سید محمد نذیر حسین صاحب محدث دہلوی بنام جناب مولوی ولایت علی صاحب حنفی فرخ آبادی مدرس مدرسہ جناب مولوی محمد سعید صاحب عظیم آبادی بمقام شہر پٹنہ اس مضمون کی روانہ کی جسکی تفصیل نقل سے باوجودیکہ "نقل کفر کفر نباشد" مسئلہ مشہور ہی ہماری بدن پر بال کھڑے ہوتے ہین اور قلم وزبان کو ہماری شرم وحیا کے طاقت بیان نہین ہی اور اسکا اجمالی بیان یہ ہی۔ کہ تمہارے اکابر مذہب ومشائخ طریقت کے فلان وفلان (جنکے نام نامی کا ذکر بھی اسمقام مین گستاخی وبے ادبی سے خالی نہین) سب کے سب کافر ومرتد وجہنمی گذری ہین اور ہمارے علماء مذہب فلان فلان ایسے اور ایسے عالم ومجتہد ہین اسی قسم کے اور کفریات واکاذیب اس تحریر مین درج ہین (جنکا صدور مسلمان کی شان سی بعید ہی)

اس خط کو ان مفسدون نے خود ہی دہلی۔ دیوبند۔ سہارنپور۔ گنگوہ۔ لودہیانہ لاہور وغیرہ بلاد ہندوستان وپنجاب مین پہیلایا اور عام لوگون کو اُسکایا اور جوش دلایا کہ گروہ عاملین بالحدیث عاملین بالفقہ کو ایسا برا سمجھتے ہین لہذا انسی دشمنی وعناد عاملین بالفقہ کا مذہبی فرض ہے۔ ہرچند اس خط اور اسکے اشاعت نے بعض سادہ مسلمانان ضلع سہارنپور ولودہیانہ پر کچھہ اثر کیا انہون نے بلا تحقیق اسپر اعتماد

کرکے عاملین بالحدیث کو مسجدون سے نکالنا شروع کردیا اور اپنا دشمن و مخالف اسلام سمجھہ لیا
مگر اکثر بلاد کی علماء و صلحاء و عقلاء و رؤسا نے اسکو دروغ بےفروغ سمجھکر اسکی طرف التفات قبح
نکیا **الغرض** اس جعلی خط کا اثر پورا پورا نہوا۔

یہہ دیکہکر ان ہی حضرات نیز اُنکے اور ہمخیال بھائیون نے انہی دہلی کے مفسدون کے مشورہ
و معاونت سے ایک اور فتوی بطور رسالہ اس مضمون کا تیار کیا کہ گروہ عاملین بالحدیث اہلسنت
و جماعت سے خارج و گمراہ ہین انمین ایسی باتین پائی جاتی ہین جو بعض موجب کفر ہین بعض موجب ضلالت
و نماز کی مفسد (جنکی تفصیل ہم بصفحہ (۱۲۹) کر چکے ہین) لہذا انکے ساتھ ملنا بیٹھنا انکے پیچھے نماز پڑھنا
درست نہین۔ اور اسکے **ذیل** مین اس تحریر **معاہدہ** مقدمہ **کمشنری** دہلی کی بے اعتباری
یون بیان کی کہ صاحب کمشنر دہلی نے ان دو نو فریق کا باہم ملاپ و اتفاق کرایا تھا وہ فتوی شرعی
و لایق اعتبار نہین ہے اور اسپر **تین دلایل** پیش کئے **اول** یہہ کہ صاحب کمشنر کو مذہبی امور مین کیا
دخل اور فتوی سے انکو نسبت ہی کیا کام دوم یہہ کہ اسمین سوال [illegible] مانند علماء دین) و جواب
(بحوالہ کتب) کہان ہے **سوم** یہہ کہ اسپر دستخط کرنیوالے سب علماء نہین۔ بعض طرفین کے مولوی ہین
اس رسالہ پر اونہون نے جہوٹی سچی مہرین + کرا کر ایک مولوی صاحب کے (جنکی اسم و رسم سے ہم واقف
نہین لہذا ہم انکی نسبت کسی قسم کی رای قایم نہین کر سکتے کہ وہ دیدہ و دانستہ اس فساد و خلاف
بیانی کے متصدی پیش امام ہوئے یا وہ کسی مفسد کی دہوکہ مین آگئے یا وہ اس رسالہ کے مضامین
ہی سے بیخبر محض ہین) نام ذکر کے ایک **گلابی رنگ** کی چوورقہ مطبع فیض محمدی لکھنؤ مین چہپوا دیا
اب **وہ چوورقہ** رسالہ ہندوستان و پنجاب کے اکثر شہرون مین مشتہر ہورہا ہے اور اسکو دستاویز
سے (کہ یہ دہلی کا مہری فتوی ہے) ناواقف لوگون کو دن رات بہکایا اور جوش دلایا جاتا ہے کہ گروہ
عاملین کافر و مرتد و خارج از ملت ہین انکے ساتھ ملنا بیٹھنا کسی کام مین شریک ہونا مسجدون مین انکو دخل
دینا جایز نہین ہے۔ اس **کارروائی** تفرقہ کا نتیجہ بقرینہ واقعات اور بحکم مشاہدہ و فراست یہ ہونیوالا
ہے کہ جماعت عاملین بالحدیث عموماً مسجدون سے نکالی جائینگی وہ نہ نکلی تو فریق کے ہاتھ سے مار پیٹ کہاینگی

+ ان مہرونکی جہوٹی ہونیکی یہ وجہ ہے کہ جن بعض اکابر علما فریق عاملین بالحدیث کے فیصلہ مقدمہ عدالت کمشنری پر مہرین ہین انکی مہرین اس تحریر پر بھی ثبت ہین اور انکی دیانت داری سے یہ امر بعید ہے کہ وہ متناقض تحریرون پر دستخط و مہر کرین اور چونکہ پہلی تحریر پر انکی مہرین صداقت کو پہنچ چکی ہین اسلئے ضروری ہوا کہ اس دوسری تحریر پر انکی مہرین جعلی اور جہوٹی قرار دی جاوین +

یا عدالت کے دروازون پر ڈیرہ لگا دینگے یا گورنمنٹ پنجاب مین ڈیپوٹیشن یا میموریل پیش کرینگے
جسمین نہ صرف انکو نقصان پہنچیگا بلکہ گورنمنٹ اور اسکے معزز افسرونکا بیش قیمت وقت بھی صرف
ہوگا یہ آن بیمارونکی کیفیت مرض ہے اب جو اسکا علاج لایق توجہ معززین اہل اسلام و گورنمنٹ
والا مقام خاکسار (اڈیٹر) کے فکر و خیال مین آیا ہے وہ عرض خدمت جانبین ہوتا ہے۔

علاج لایق توجہ و تعمیل اہل اسلام

اہل اسلام سے جو صاحب علم و انصاف ہین وہ خود جانتے ہین کہ گروہ عاملین بالحدیث کو عاملین
بالفقہ سے اصول اعتقاد و امہات مسایل مین (بجز چند مسایل فرعیہ عملیہ کے جنمین کسی جانب صواب
یا خطا کا یقین نہین ہوسکتا) اختلاف نہین ہے وہ اکثر مسایل و اصول مین ایک ہین
اور جنکو کسی مسئلہ مین کچھ اشتباہ یا قلت اطلاع ہو وہ بشرط استطاعت اس گروہ کے معمولہ و متمسکہ
کتب حدیث (صحاح ستہ وغیرہ) کو (جن پر انکا عملاً و اعتقاداً اعتماد و استناد ہے) مطالعہ
کر کے دیکھین کہ آیا ان کتب مین ان باتون کا جو ان کے ذمہ لگائی جاتی ہین اور وہ بصفحہ
(۱۴۹) منقول ہوچکی ہین کہین اثر و نشان ہے جسکو یہ بھی استطاعت نہ ہو وہ اسی فیصلہ
و قرار داد فریقین کو جو عدالت کمشنری دہلی مین گویا رجسٹری ہوچکا ہے ملاحظہ فرماوین جسمین
باتفاق علما فریقین صاف تسلیم کیا گیا ہے کہ ان کا اُنکا اختلاف صحابہ کی مانند صرف بعض
مسایل فرعیہ مین ہے اصول مین نہین ہے اصول مین یہ سب اہلسنت و جماعت ہین ایک کی
دوسرے کے پیچھے نماز درست ہے اور جو اس فیصلہ کی بے اعتباری پر اس تحریر سے اپانیز دیرین
تین دلایل قائم کیے ہین انکو وہ محض مغالطات و وہم سمجھے ہین دلیل اول کو اسلیے کہ صاحب
کمشنر نے اسمین تصدیق مسایل کے لیئے دستخط نہین کیے بلکہ بغرض شہادت واقعہ۔ گویا
اس فیصلہ کو رجسٹری کر دیا ہے تاکہ مفسدین کو اسمین انکار کی گنجایش نہ رہے اور ظاہر ہے کہ
کوئی امر شرعی بیع یا نکاح یا ہبہ یا طلاق عدالت مین رجسٹری کرانیسے غیر شرعی و باطل
نہین ہو جاتا دوم کو اسلیے کہ دینی مسایل و فتاوی کے صیغہ و پیرایہ کا سوال جواب پیرایہ تحریر

نہین ہے دیکھو قرآن مجید یا صحیح بخاری یا ہدایہ مین کہین (چہ می فرمایند علماء دین) کا لفظ نہین ہے پہر کیا وہ مسائل جو ان کتابون مین نہین شرعی مسایل متصور نہ ہون گے

سوم کو اسلئے کہ اِس فیصلہ پر جن لوگون کی مہرین ہین وہ سبہی عُلما نہین ہین تو بعض تو بلا خلاف علماء ہین جنکی نام نامی ہمنے اسمقام مین (اسی بات کی جتانے کے لئے) نقل کئے ہین اور انکا علما ہونا اِس تحریر پر تزویر مین بہی تسلیم کیا گیا ہے بلکہ انہی عُلماء کی سوا ہیر سے اپنی تحریر کو دہلی کا مہری فتوی بنایا ہے اور عام لوگونمین جو دہلی کے فتوے پر اعتماد کرتے ہین متحیر کیا اور تصدیق مسئلہ کے لئے بعض مصدقین کا علماء ہونا کافی ہے اسکو غیر علماء کا مان لینا اور اسکی تصدیق کرنا اسکو شرعی فتوے ہونیسے خارج و بے اعتبار نہین کرتا اِس **تمہید** سے کس و ناکس کو عالم ہو خواہ عامی ان باتون کی کذب و بہتان ہونیکا یقین ہو سکتا ہے اور معزز خیر خواہان اسلام و اتفاق جویان اہل اسلام خصوصاً اسلامی انجمنون کے اعیان کی توجہ سے اِس یقین کے اظہار اور ان کاذبین کی بے اعتباری کے اشتہار سے وہ مرض تفرقہ [illegible] ہے انکے لیے دو نسخہ

اور تیار ہے **اول** ہزار روپیہ کا اشتہار **دوم** جہوٹی اُن باتونکے قایل پر لعنت کی بوچہاڑ۔

اشتہار تو اِس رسالہ کے سرورق پر ثبت ہے جسکو اہلحدیث مین ان باتونکے پائے جانے کا دعوی و یقین ہو وہ اس اشتہار کا جواب دے یا کسی سے دلوائے اور ہزار روپیہ انعام پائے۔

اور **لعنت** ہر دم حاضر ہے جہان اور جسوقت چاہو اہلحدیث کہنے کو حاضر ہین کہ جو اِن باتونکا قایل ہے اُسپر ہزار لعنت ہے اور جو ناحق کسی پر بہتان باندہے اسپر ہزار نہین تو پانچ ہی سو سہی۔ پانچسو کی انکو رعایت کیگیی۔ انکے مخالف اپنے دعوی و یقین مین سچے ہین تو اسپر (بالجہر نہ سہی) آہستہ ہی آمین کہین۔

بالفعل تو ہم اِس خدا پر اکتفا کرتے ہین ہماری اشتہار کا جواب ملا تو اُسکی جواب مین ہم دلایل کے تفصیل اور کتابی بحث کرینگے ان باتونکا افترا ہونا محدثین کی کتب معمولہ سے ثابت کر دینگے اور جن عبارات اور کتب جہاد و چہجو وغیرہ سے ان حضرات نے اِن باتونکو اختراع کیا ہے انکا جواب بھی دینگے۔

علاج لایق توجہہ گورنمنٹ

بالفعل تو ہم گورنمنٹ [illegible]

[illegible]

مجدد

کسی کی ذاتی وشخصی وصف منقصت یا کمال سی بحث کرنا چندان ضروری امر نہین ہے مگر جب وہ ذاتی وشخصی وصف قومی وصف ہو جائے اور اسکا اثر ایک قوم پر پہنچے تو وہ وصف ذاتی وشخصی نہین رہتی اور اس سی بحث قومی ضروریات سی ہو جاتی ہے۔

مثلاً ایک شخص کسی کی نسبت شہادت دینا چاہتا ہی اور اسکی کلام کا اثر اسکی جان یا مال پر پہنچنے والہ ہے تو اسکی ذاتی چال وچلن سے بحث کرنا ضروری وقومی امر ہے ایسا ہی اگر کوئی شخص کسی قوم کا رہنما ومقتدا ہی اور اس سے عام لوگون کی ہدایت یا ضلالت متصور ہے تو اسکی ذاتی حالات سے بحث کرنا اور اون لوگون کا اعلیٰ فرض ہے جو قومی امور مین بحث کرنا اپنا فرض سمجھتے ہین۔

اسی اصول* پر محدثین نے سلف سے خلف تک حدیث کے راویون اور دین کے امامون کے حالات سے بحثین کی ہین اور فن اسماء الرجال مین کتابین لکھین ہین اور مورخین نے سلاطین زمان وغیرہ اعیان کے حالات مین تاریخین تالیف کین۔

اسی اصول پر ہم ہی بعض اوقات بعض اعیان اسلام کے حالات سی بحث کرتے ہین اوانکے نشر مناقب ومحامد کو موجب ہدایت ہزارون اشخاص کا جو انکی طرف رجوع کرین اوانکی تالیف سے ہدایت پاوین خیالی کرکے اشاعة السنہ مین انکی فضائل وکمالات کو بیان کرتے ہین اس

---

* اصول جمع اصل بمعنے قانون ہی اور لغتہً کسی ایک قانون پر اسکا اطلاق صحیح نہین ہی مگر چونکہ عام لوگ بجائے اصل لفظ اصول بولتے ہین اور اگر لفظ اصل بولا جاوے تو سمجھ نہین سکتے لہذا ہمنے بہی وہی عام فہم لفظ اصول بجائے اصل بولا ہی اور غلط العام فصیح کا لحاظ کیا۔

امرکو اگر کوئی ذاتی و شخصی بحث سمجھے تو یہہ اسکی نافہمی ہے اور جو اسکو اخبار نویسوں کی سی خوشامد تصور کرے یہ اسکی سوء ظنی و بدگمانی ہے یہہ بدگمانی ہر ایک کام مین (اچھے سے اچھا کیون نہ ہو) ہو سکتی ہے (مثلاً ایک شخص دوپہر کی دہوپ مین نماز کے لئے کسی مسجد مین آتا ہے اسکے اس فعل مین یہہ بدگمانی ہو سکتی ہی کہ یہ ریاکار یا مکار ہے اس فعل سے یہہ تسخیر خلایق مدنظر رکہتا ہے) مگر خدا-رسول قران و اسلام ہمکو اس بدگمانی سے مانع ہین اور ہر ایک مسلمان کے فعل مین (گو وہ بدنیتی سے کیا گیا ہو) حسن ظنی و نیک نیتی کے گمان کرنے کو واجب کرتے ہین (چنانچہ اشاعۃ السنہ نمبر ۱ جلد ۶ مین بصفحہ ۹ کتاب و سنت سے اسکا ثبوت دیا گیا ہے) لہذا کسی مسلمان کو نہین پہنچتا کہ ہمارے یا کسی مسلمان کے فعل مین (جب تک کہ اسکے پاس ایسی قطعی دلیل بدگمانی کی جو خدا تعالے کے سامنے [illegible] آئندہ اختیار ہی قیامت قریب ہی خدا تعالے رقیب ہی اگر اس بدگمانی پر قطعی دلیل نہو گی تو خدا تعالے سے جان چہوڑانی مشکل ہو جائیگی - اسبات کو عوام نہین تو مولویصاحبان تو سوچین جو قران کو موت کو حساب کو پس پشت ڈالکر ہماری بعض مضامین پر جہٹ فتوے لگاتے ہین کہ یہ فلانے صاحب کی خوشامد کے لئے ہے - اور انگریزون کی تالیف کے لئے ہی و علے ہذا القیاس-

اسی اصول پر ہمنے پرچہ سابق (نمبر ۴ جلد ۶) مین ایک مضمون بعنوان نواب صاحب بہوپال اور انکی بابرکت تالیفات" لکہا تو اسکے ضمن مین نوابصاحب ممدوح کی نسبت بلا اختیار یہ فقرہ مدحیہ قلم سے نکل گیا کہ "جناب ممدوح کو بعض علماء نے اس صدی کا مجدد قرار دیا ہے" اسپر ہمارے ایک خیر خواہ دوست مولویصاحب نے جو ایک لکہنوی اخبار کے ایڈیٹر ہین یہہ نکتہ چینی کی ہے

کہ نواب صاحب ممدوح نے ایک مصور کو تصویر پر انعام دیا یا ریاست سے
دلوایا ہے اور اپنی تصویر قد آدم کو تاج المحل ہوبال مین رکھوایا ہے"۔
اور ضمناً ہمپر یہی اعتراض جڑدیا ہے کہ ہمنے انکو ایسی حالتون
کے ساتھ مجدد کیون قرار دیا ہے"۔
اسمقام مین ہم اِس دوست کا ازالہ شبہ و شکایت کرتے ہین
اور یہ ثابت کرنا چاہتے ہین کہ **اول** تو نواب صاحب سے یہ فعل سرزد نہین
ہوا اور **اگر** بقول کسی مفتری و دروغ گو کے اسکا وقوع مان ہی لیا جاوے
تو اس سے انکا مجدد ہونا زایل نہین ہوتا۔ **مجدد** ہونے کے لئے معصوم ہونا
شرط نہین ہے اور منصب مجددیت عین منصب نبوت یا اسکا مساوی
نہین ہے کہ مجدد سے کوئی خطا یا گناہ ہونا نہ پاوے اسکی شرط اور معنے
یہی ہین کہ مجدد وہ ہے جو علم اور سنت کی اشاعت اور بدعت کی اماتت
عمل مین لاوے اور دین کو مدد پہنچاوے اور جناب ممدوح علم و سنت کی اشاعت
اور اسلام کی معاونت اور بدعات و منکرات کی بیخ کنی اس کثرت سے
ہوئی ہے کہ پچھلے مجددین مین اسکی نظائر کم پائی جاتی ہین۔ اور اسکے مقابلہ
مین وہ منکرات جنکو ہمارے دوست انکے ذمہ لگاتے ہین۔ (اگر انکو مان ہی لیا
جاوے) بفحواے ارشاد واجب الانقیاد اِنَّ الحسنات یذھبن السیئات
لائق اعتبار و شمار نہین ہے۔
ہم پہلے اسی شق (دوم) کا ثبوت دیتے ہین شق اول (اِن افعال
کے اونسے سرزد ہونے) کی پیچھے تفصیل کرینگے و باللہ التوفیق۔

ثبوت شق دوم

واضح ہو کہ یہ **لفظ** مجدد ایک حدیث **نبوی** کا لفظ ہے جسکو ابوداؤد نے

اپنی کتاب سُنن مین روایت کیا ہے۔ اِس حدیث کا مطلب یہہ

عن ابی ھریرۃ فیما اعلم عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ان الله یبعث لھذہ الامۃ علی راس کل مایۃ سنۃ من یجدد لھا دینھا (سنن ابی داؤد جلد ۲ صفحہ ۲۳۳)

ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے خدا تعالے اس امت کے لئے ہر صدی پر ایسے لوگون کو پیدا کریگا جو انکے دین کو نیا کرینگے (یعنے رواج دینگے اور قایم کرینگے)۔ اِس حدیث کی صحت پر محدثین کا اتفاق ہے گو اسکی تعین مصداق مین انکا اختلاف ہو کوئی کسیکو اسکا مصداق بتاتا ہے کوئی کسیکو اور اس لفظ مجدّد کے معنے سبھی یہی بیان کرتے ہیں کہ جو سنت کو بدعت سے جدا کرے اور علم کو پہلاوے اور بدعات و منکرات کو ہٹاوے یہ کسی نے نہین کہا کہ مجدد وہ ہے جو نبیون کی طرح معصوم ہو اور کوئی خطا گناہ نہ کرے۔

امام جلال الدین سیوطی نے مرقاۃ الصعود شرح سنن ابی داؤد

ھذا الحدیث اتفق الحفاظ علی تصحیحہ منھم الحاکم فی المستدرک والبیھقی فی المدخل وممن نص علی صحتہ من المتاخرین الحافظ ابن حجر فاخرج الحاکم فی المستدرک عن ابن وھب عن یونس عن الزھری قال فلما کان فی راس المایۃ من الله علی ھذہ الامۃ بعمر بن عبد العزیز قال الحافظ ابن حجر وھذا یشعر

مین کہا ہے حدیث کے حافظ اِس حدیث کی صحت پر اتفاق رکہتے ہین ازانجملہ حاکم نے مستدرک مین اور بیہقی نے مدخل مین اسکی تصحیح کی ہے اور پچھلے اماموں سے حافظ ابن حجر نے اسکی صحت بیان کی ہے اور فرمایا ہے کہ متقدمین نے بہی اس حدیث کے ذکر سے زبان ہلائی ہے حاکم نے مستدرک مین ابن وہب سے اسنے یونس سے اسنے زہری

بان الحدیث کان مشہورا فی
ذلک العصر ففیہ تقویۃ لسندہ مع
انہ قوی لثقۃ رجالہ انتہی وقال
ابو جعفر النحاس فی کتاب الناسخ
والمنسوخ قال سفیان بن عیینۃ
بلغنی انہ یخرج من العلماء من یقوی
اللہ بہ الذین وان یحیی بن آدم عندی
منہم وقال ابوبکر البزاز سمعت
عبدالملک بن عبدالحمید المیمونی یقول
کنت عند احمد بن حنبل فجری ذکر
الشافعی فرایت [illegible] وقال یروی
عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال یبعث
اللہ لہذہ الامۃ علی راس کل مایۃ سنۃ
من یقرر لہا دینہا قال فکان عمر بن
عبدالعزیز علی راس المایۃ الاولی
وارجوان یکون الشافعی علی راس المایۃ
الاخری واخرج البیہقی عن طریق
ابی سعید الفریابی قال قال احمد بن
حنبل ان اللہ یقیض من راس کل مایۃ
سنۃ من یعلم الناس السنن وینفی
عن رسول اللہ الکذب فنظرنا فاذا

(تابعی) سے اسحدیث کو نقل کیا ہے
پھر کہا (زہری نے فرمایا ہے کہ جب
پہلی صدی کا خاتمہ ہونے لگا تو خدا
تعالے نے اس امت پر عمر بن عبدالعزیز
(خلیفہ) کے وجود سے فضل کیا یعنے پہلی
صدیکا انکو مجدد بنایا حافظ ابن حجر نے
فرمایا ہے کہ زہری کا یہ قول بتا رہا ہے
کہ یہ حدیث تابعیون کے زمانہ مین
بہی مشہور تہی اسمین اسکی سند کی
تقویت پائی جاتی ہے باوجودیکہ اسکی
[illegible]
ابو جعفر نحاس نے کتاب ناسخ ومنسوخ مین
کہا ہے کہ سفیان بن عیینہ (تبع تابعین)
نے فرمایا ہے مجہے یہ روایت پہنچی ہے
کہ خداتعالے علماء سے ایسے لوگون کو
پیدا کریگا جن سے دین کو قوت دیگا
میرے خیال مین یحیٰی بن آدم (محدث)
انہین سے ہے۔ ابوبکر بزاز نے کہا مین
نے عبدالملک سے سُنا وہ کہتے مین احمد
بن حنبل کے پاس بیٹہا تہا وہان امام
شافعی کا ذکر چل پڑا تو مینے امام احمد حنبل کو

فی راس المایۃ عمر بن عبد العزیز وفی راس المائتین الشافعی- واخرج ابو اسمعیل الھروی من طریق حمید بن زنجویہ قال سمعت احمد بن حنبل یقول یروی فی الحدیث عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ یمن علے اہل دینہ فی راس کل مایۃ سنۃ برجل من اھل بیتی یبین لھم امر دینھم- (مرقاۃ الصعود)

دیکھا کہ وہ امام شافعی کو اونچا کر رہی تھے اور کہتی تھے کہ حدیث مین آیا ہے کہ خدا تعالے اِس امت کے لیئے ہر صدی پر ایسے لوگون کو پیدا کریگا جو دین کو قایم کرینگے سو پہلی صدی پر عمر بن عبد العزیز ہوے اور مجھے اُمید ہے کہ دوسری صدی کے مجدد امام شافعی ہون-

بیہقی نے دوسری سند سے امام احمد بن حنبل سے نقل کیا ہے کہ خدا تعالے ہر صدی پر ایسے لوگون کو مسلط کرتا ہی جو لوگون کو احکام دین سکھاوین اور آنحضرت کی حدیث [illegible] پہلی صدی مین عمر بن عبد العزیز اور دوسری مین شافعی کو پایا- ایسا ہی امام احمد بن حنبل سے ہروی نے اَور سند سے روایت کیا ہے اسمین یہہ ذکر ہے کہ آنحضرت نے فرمایا ہے کہ میری اہل بیت سے خدا ایسے لوگون کو پیدا کریگا جو انکو دین کی بات بتاوین-

مرقات شرح **مشکوۃ** مین ہے تجدیدین کے یہ معنے ہین کہ وہ شخص سنت کو بدعت سے ممیز کریگا اور علم کو پھیلاویگا اہل علم کی عزت کریگا اور بدعت

من یجدد مفعول یبعث لھا ای لھذہ الامۃ دینھا ان یبین السنۃ من البدعۃ ویعز اہل- ویقمع البدعۃ ویکسر اھلھا (مرقاۃ)-

کی بیخ کنی کریگا اور اہل بدعت کی شوکت توڑیگا

تیسیر **شرح جامع صغیر** مین ہے اِس حدیث مین مجدد سے مراد عام ہے ایک آدمی ہون یا کئی ہون مجدد وہ ہے جو سنت کی بدعت سے تمیز کرے

ان اللہ یبعث لھذہ الامۃ علی راس

كل مائة سنة من يجدد لها دينها اى يبين السنة من البدعة ويذل اهلها قال ابن كثير ويدعى كل قوم في امامهم انه المراد والظاهر حمله على العلماء من كل طائفة (تيسير شرح جامع الصغير)

اور اہل بدعت کو ذلیل۔

ابن کثیر نے کہا ہے کہ ہر ایک گروہ اس امر کا مدعی ہے کہ اس گروہ کا امام اس حدیث مین مراد اور اسکا مصداق ہے اور ظاہر یہ ہے کہ سبھی گروہ کے علماء کو اسمین داخل سمجھا جاوے۔

مجمع البحار مین **شرح جامع الاصول** سے نقل کیا ہے کہ اِس مجدد کی تعیین مصداق مین لوگون کا اختلاف ہے ہر ایک

وحديث يبعث على راس كل مائة سنة من يجدد دينها اختلفوا فيه وكل فرقة تحمله على امامها والاولى الحمل على العموم ولا يختص بالفقهاء فان انتفاعهم باولى الامر والمحدثين والقراء والوعاظ والزهاد ايضا كثير والمراد من انقضت المائة وهو حي عالم مشهور **ج** والحديث اشارة الى جماعة من الاكابر على راس كل مائة ففي راس الاولى عمر بن عبد العزيز ومن الفقهاء والمحدثين وغيرهم مما لا يحصى وفي الثانية المامون والشافعي والحسن بن زياد

فرقہ اسکو اپنے ہی امام پر لگاتا ہے مگر بہتر یہ ہے کہ اسکو عام سمجھا جاوے اور فقیہون سے مخصوص نہ کیا جاوے کیونکہ لوگون کا دین مین نفع اوٹہانا سلاطین اور محدثین اور قاریون اور واعظون اور زاہدون سے بھی بہت ہوا ہے اور اس سے مراد وہ شخص ہے جو صدی گذرنے کے وقت زندہ ہو اور **شرح شفاء** سے نقل کیا ہے کہ اس حدیث مین اس جماعت اکابر کی طرف اشارہ ہے جو ہر صدی مین ہوئے سو پہلی صدی مین (خلفاء سے) عمر بن عبد العزیز تھے

واشهب المالكي وعلي بن موسى
ويحيى بن معين ومعروف الكرخي
وعلى الثالثة المقتدر والو
جعفر الطحاوي الحنفي والو
جعفر الامامي والو الحسن
الاشعري والنسائي وعلى
الرابعة القادر بالله والو-
حامد الاسفرائيني والو محمد
الخوارزمي الحنفي والمرتضى
اخو الرضا الامامي وعلى
الخامسة المستظهر بالله
والغزالي والقاضي فخر الدين
الحنفي وغيرهم ش
(مجمع البحار ص ۲۲ جلد ۱)

اور فقہا و محدثین وغیرہ سے بے شمار
تھے دوسری صدی مین (خلفاء سے)
مامون اور (فقہاء سے) امام شافعی و
حسن بن زیاد و اشہب مالکی اور (محدثین
مین سے) علی بن موسی ویحیی بن معین
اور (زاہدون مین سے) معروف کرخی
تیسری صدی پر (خلفاء سے)
مقتدر باللہ اور (فقہا سے) ابوجعفر
طحاوی اور ابوجعفر امامی اور ابوالحسن
الاشعری اور (محدثین مین سے)
نسائی چوتھی صدی پر (خلفاء سے)
القادر باللہ اور فقہاء سے) ابوحامد
اسفرائینی اور ابوبکر خوارزمی حنفی
اور مرتضی امامی رضا کا بھائی - پانچوین
صدی پر خلفاء سے مستظہر باللہ (اور فقہاء و زاہدون سے) امام غزالی
و قاضیخان حنفی وغیرہم -

اِن عبارات اجلہ علماء (حنفیہ و شافعیہ) مین ہمارے معترضین
و ناظرین غور کی نگاہون سے نظر کرین اور انصاف سے کہین کہ مجدد کے کیا
معنے ہین - اور جن لوگون کو پہلی علماء نے مجدد قرار دیا ہے انمین کیا اوصاف
پائے جاتے تھے؟ جنکے سبب وہ مجدد قرار پائے - اور وہ کسی گناہ یا خطا
کے محل نہ تھے؟ - پھر انصاف سے یہ بھی بتاوین کہ جس شخص (نواب صاحب بھوپال)

کا مجدد ہونا ہمنے بعض علماء سے نقل کیا ہے انمین وہ اوصاف (کل یا جز) پائے نہین جاتے ؟ اور انمین پہلی مجددون کی نسبت زیادہ خطا یا گناہ موجود ہین ؟-

جہانتک وہ فکر کو جولانی دینگے اِن مجددین کے اوصاف وہ اس سے بڑھکر نہ پاوینگی کہ ازانجملہ مجددین خلفاء نے عدل وانصاف کیا شعایر اسلام کو پھیلایا ظلم ومنکرات کو اُٹھایا اور مجددین علماء نے احکام شرعیہ کو کتاب وسنت سے مستنبط فرمایا اور کتاب وسنت اور اون دونو سے مستنبط احکام کو عالم مین بذریعہ تقریر وتحریر وتالیف شایع کیا اور مع ذلک ان اوصاف کے مقابلہ مین وہ انمین کچھہ نقص وخطا بھی پاوینگے جنسے کوئی بشر بعد انبیا خالی نہین ہے -

یہی حال اس شخص کا ہے جسکا مجدد ہونا بعض اہل علم نے نقل کیا ہے پھر ہمپر کیا اعتراض ہے ہم اس **مقام** مین بعض سابق مجددین کے حالات بطور **تمثیل** بیان کرتے ہین اور انکے مقابلہ مین اس شخص کے حالات بھی معرض بیان مین لاتے ہین ناظرین ومعترضین انکے اور اونکی حالات مین مقابلہ وموازنہ کرین پھر انصاف سے کہین کہ وہ شخص اِن حالات کی نظر سے سابق مجددین کی نسبت اس لفظ کے اطلاق کا زیادہ مستحق ہے یا نہین -

پس واضح ہو کہ اگرچہ مجددین مذکورین سے بعض اکابرین بعض ایسے اخص اوصاف پائے جاتے ہین جو (آجکل کہان) ایک مدت سے عنقا ہورہے ہین (جیسے امام شافعی مین اجتہاد مطلق مستقل - اور یحی بن معین ونسائی مین حدیث کی امامت اور عمر بن عبد العزیز مین کمال عدالت

(جسکے سبب بھیڑ یا بکری ایک جنگل مین ملکر چرتے تھے) - اور معروف کرخی مین زہد و ریاضت و علے ہذ القیاس - مگر اون ہی لوگون مین اور بعض مجددون مین وہ اوصاف (جنکی نظر سے وہ مجدد کہلاے) ایسے عام اور وسیع ہین جو اکثر زمانون کے بہت سے علماء و ارباب شوکت مین بکثرت پائے گئے ہین جیسے عام عدالت و علم و فقاہت و حدیث کی روائیت و اشاعت اور کتابون کی تالیف و تصنیف و اتباع سنت کا پھیلانا و بدعت و منکرات کا مٹانا و علے ہذ القیاس - **خلیفہ قادر باللہ** (چوتھی صدیکے مجدد) کے حالات

و اعلے اوصاف تاریخ الخلفاء وغیرہ مین یہہ بیان کئے ہین کہ وہ ہمیشہ تہجد پڑھتے اور کثرت سے خیرات کرتے تھے - اونھون نے اصول مین ایک کتاب تصنیف کی تھی جسمین صحابہ کے فضائل بیاز کئے اور معتزلہ اور قران کو مخلوق کہنے والون کی تکفیر کی وہ کتاب خلیفہ مہدی کی جامع مسجد مین ہر جمعہ اہل حدیث کے حلقہ مین عام لوگون کے سامنے پڑہی جاتی تہی اونکی فضیلت کے لئے یہی کافی ہے کہ شیخ تقی الدین ابن الصلاح نے انکو فقہاء شافعیہ سے شمار کیا ہے اور انکے طبقات مین داخل کر لیا -

وکان القادر باللہ من الدیانۃ و السیادۃ و ادامۃ التہجد و کثرۃ الصدقات وحسن الطریقۃ علی صفۃ اشتہر بہا و تفقہ علی العلامۃ ابی بشر الہروی الشافعی و قد صنف کتاباً فی الاصول ذکر فیہ فضایل الصحابۃ و اکفار المعتزلۃ و القائلین بخلق القران وکان ذلک الکتاب یقرؤ فی کل جمعۃ فی حلقۃ اصحاب الحدیث بجامع المہدی بحضرۃ الناس و ناہیک بان الشیخ تقی الدین بن الصلاح عدہ من الفقہاء الشافعیۃ و اوردہ فی طبقاتہم

(تاریخ الخلفاء صہ ۴۲۳ صہ ۴۲۴)

+ دیکھو تاریخ الخلفاء صہ ۴۲۳

اور خلیفہ مستظہر باللہ (پانچوین صدیکی مجدد) کے اعلے فضایل

قال ابن الاثیر کان لین الجانب کریم الاخلاق یسارع فی اعمال البر حسن الخط جید التوقیعات لا یقارنہ فیہا احدٌ یدل علی فضل غزیر و علم واسع سمحاً جواداً محباً للعلماء والصلحاء وفی سنۃ احدے وخمسمایۃ رفع السلطان الضرائب والمکوس ببغداد وکثر الدعاء لہ وزاد فی العدل وحسن السیرۃ

(تاریخ الخلفاء [illegible])

یہ بیان کئے ہین کہ وہ متواضع اور خوش اخلاق تہے نیک کامون مین جلدی کرنے والے خوشخط عمدہ فرمان نویس ان باتون مین کوئی انکا قرین نہ تہا صاحب فضل و علم وسیع و جوانمرد و سخی و علماء صلحاء دوست تہے انکی خلافت مین سلطان نے بغداد والون سے جزیہ اٹہا دیا اور عدل و انصاف بہت کیا جسکے سبب انکے لئے دعا بکثرت [illegible]

اور خلیفہ مقتدر باللہ (تیسری صدی کے مجدد) کی فضیلت

وفی ثلثمایۃ ادخل الحسین الحلاج مشہوراً علی جمل الی بغداد فصلب حیا ونودی علیہ ہذا احد دعاۃ القرامطۃ فاعرفوہ ثم حبس الے ان قتل فی سنۃ تسع واشیع علیہ انہ ادعی الالہیۃ وکان المقتدر جید العقل صحیح الراے ۔۔

بیان کی ہے کہ انہون نے حلاج (منصور) کی اونٹ پر سوار کرا کر تشہیر کی پہر اسکو سولی پر چڑہایا اور لوگون مین پکارا گیا کہ فرقہ قرامطہ کا داعی ہے۔ اخر نوین سال وہ مارا گیا۔ اور یہہ مشہور کیا گیا کہ یہ الوہیت کا مدعی تہا۔ اور لکہا ہے کہ خلیفہ مقتدر باللہ کی عقل جید تہی اور راے صحیح۔

خلیفہ مامون (دوسری صدی کے مجدد) کے اعلے فضائل

جمع الفقہا من الآفاق وبرع نے الفقہ والعربیۃ وایام الناس وکان افضل من رجال بنی العباس حزمًا وعزمًا وعلمًا ورأیًا وھیبۃً وشجاعۃ وسوادًا وسماحۃ

قال ابومعشر المنجم کان المامون امارًا بالعدل فقیہ النفس یعد من کبار العلماء (تاریخ الخلفاء صہ ۳۱۱)

یہ بیان کئے ہین کہ اسنے فقہا کو جمع کیا اور فقہ و عربیۃ وتواریخ مین ماہر ہوا اور وہ عباسیون سے عزم و علم وحلم ورائے وہیبت وشجاعت وفراخ دلی وغیرہ مین افضل تہا۔

ابومعشر نے کہا ہے مامون عدل کرنے کا بہت حکم دیتا اور فقیہ النفس تہا بڑے علماء سے شمار کیا جاتا۔

اسی قسم کے انکے اور فضائل بیان کئے جنکا علم وفراست وفہم وکیاست کی طرف رجوع ہوتا ہے۔

[illegible] جب وہ مجدد کہلائے انکے مقابلہ مین انمین ایسے اوصاف نقص بہی پائے جاتے ہین جنکو خطا یا گناہ کہا جاسکتا ہے پہر اون اوصاف کی نظر سے اون لوگون کو مجدد ہونے سے خارج نہین کیا جاتا۔

اس قسم کے اوصاف ہم ان سبہی مجددون کے بیان کرین تو یہ امر معیوب سمجہا جاویگا لھذا صرف ایک دو صاحبون کے اوصاف کو بطور تمثیل بیان کیا جاتا ہے۔

خلیفہ مامون کی نسبت تاریخ الخلفاء مین لکہا ہے کہ جب وہ بڑا

ولما کبر عنی بالفلسفۃ وعلوم الاوائل ومھر فیھا فجرہ ذلک الی القول بخلق القرآن۔

ہوا تو وہ علم فلسفہ اور حکماء قدیم کے علوم مین ماہر ہوا اس امر نے اسکو اسبات کی طرف کہینچا کہ وہ قرآن کے مخلوق ہونیکا

وجعل ولی العہد بعدہٗ علی الرضی بن موسی الکاظم بن جعفر الصادق۔ حملہ علی ذلک افراطہ فی التشیع حتی قیل انہ ہم ان یخلع نفسہ و یفوض الامر الیہ وفی سنۃ ثمان عشرۃ امتحن الناس بالقول بخلق القرآن فکتب الی نائبہ علی بغداد اسحق بن ابراھیم فی امتحان العلماء کتابًا یقول فیہ الخ (ایضًا صـ ٣١٢)

قائل ہوا۔ اور اسکو تشیع مین افراط تہا۔ یہی امر اسکو امام علی بن موسی کے ولیعہد کرنے پر باعث ہوا تہا۔ بعض کہتے ہین اسنے یہہ بہی ارادہ کرلیا تہا کہ خود خلافت سی دست بردار ہو جائے اور خلافت امام مذکور کے سپرد کردے۔

اٹہارہوین سال اسنے لوگون کا مسئلہ قران کے مخلوق ہونے مین امتحان لینا شروع کیا اپنے نائب اسحٰق بن ابراہیم کی طرف (جو بغداد مین تہا) خط لکہا جسکا مضمون طولانی ہے۔ اسپر اوسنے عُلماء کو جمع کیا اور جواب [illegible] عُلماء [illegible] جواب دیا۔ یہہ حال اسکو

پہنچا تو اسنے بعض علماء کی نسبت صاف حکم دیا کہ انسے قران مخلوق ہونیکا اقرار کراؤ یا انکا سر کاٹ کر میرے پاس بہیجدو۔ اس حکم کی تعمیل کا وقت نہ آنے پایا تہا کہ ملک الموت خدا تعالے کا حکم لیکر آپہنچا۔ اور اس مین یہہ بھی لکہا

واخرج عن محمد بن العباس کان المأمون یحب لعب الشطرنج شدیدًا ویقول ھذا یشحذ الذہن۔ واخرج من بعد طرق ان المأمون کان یشرب النبیذ واخرج عن اسحاق الموصلی قال المأمون الذ الغناء ما طرب له السامع خطاء کان او صوابًا (صـ ٣٢٣)

ہے کہ مامون شطرنج کہیلا کرتا اور اس کہیل کو بہت دوست رکہتا تہا اور کہتا کہ اسسے ذہن تیز ہوتا ہے اور لکہا ہے کہ وہ نبیذ بہی پیا کرتا۔ اور اسکو راگ کا بہی شوق تہا۔ وہ کہا کرتا کہ بالذت وہ سرود ہے جس سی سامع کو طرب (خوشی) حاصل ہو پہر خواہ وہ درست ہو خواہ نادرست

اور **خلیفہ مقتدر باللہ** کے حالات مین اس فقرہ منقولہ سابق کہ

وکان مقتدر باللہ جید العقول صحیح الرای لکنہ موثرا للشہوات والشرب مبذرا وکان النسآء غلبن علیہ فاخرج علیہن جمیع جواھر الخلافۃ ونفائسھا واتلف اموالا کثیرۃ وکان فی دارہ احد عشر الف خصیان غیر الصقالبۃ والروم والسود (تاریخ الخلفاء صـ ۳۹۴)

و (فی صفحہ ۳۹۰ منہ) وفی سنۃ اثنین ختن المقتدر خمسۃ من اولادہ فغرم علی ختانہم ستمایۃ الف دینار وختن معہم طائفۃ من الایتام واحسن الیہ وفیھا صلی العید فی جامع مصر ولم یکن یصلی فیہ قبل ذلک — (تاریخ الخلفاء صـ ۳۹۴)

"وہ جید القول تہا" کے ساتہہ ہی فرمایا ہے کہ وہ نفسانی شہوتون کو مقدم کرنیوالا تہا- اور فضول خرچ- اسکی عورتون نے اسپر غلبہ کیا تو اسنی خلافت کے جواہرات اور نفیس مال انکو نکالکر دیدئے اور بہت سا مال تلف کر دیا اسکے گہر مین قوم صقالبہ اور رومیون اور حبشیون کے سوا گیارہ ہزار خصّی غلام تہے یہ صفحہ ۳۹۴ مین بیان کیا ہے اور صفحہ ۳۹۰ مین کہا ہے کہ اسنے اپنے لڑکون کے ختنے کرائے تو انپر پانچ لاکہہ دینار خرچ کر دئے اور عید کی نماز شہر کی جامع مسجد مین پڑہائی اس سے پہلے عید کی نماز جامع مسجد مین کبہی نہ پڑہائی جاتی تہی -- **اسی قسم** کی باتین بعضے اور مجددون مین پائی جاتی ہین ولیکن ان سبکی تفصیل کی بالفعل مصلحت اجازت نہین دیتی سردست ہم ان ہی چند تمثیلات پر اکتفا کرتے ہین اور اگر ہمارے معترضین کسی مجدد کے بے گناہ و معصوم ہونیکا صریح دعوی کرینگے تو ہم بہی اس شخص مین اس قسم کی باتین نکالکر گن سُنائینگے --

اب ہم شمہ از اوصاف کمال نواب صاحب بہوپال قلم

مین لاتے ہین اور ناظرین و معترضین سے ان اوصاف اور مجددین سابق الوصف کی اوصاف مین بانصاف مقابلہ و موازنہ کرنے کے خواستگار ہین

واضح ہو کہ جسقدر اوصاف کمال علمی و عملی ہمنے مجددین سابقین کے نقل کئے ہین اور وہ انہین فرادی فرادی پائے جاتے ہین وہ سبہی آپ کے ذات بابرکات مین مجتمعۃً موجود ہین لہذا ہم آپکی نسبت بمقابلہ مجددین سابق الوصف بے شایبہ تکلف (شاعرانہ) یہ کہہ سکتے ہین ع آنچہ خوبان ہمہ دارند تو تنہا داری ۔

اسکا سر اور وجہ یہ ہے کہ خدا تعالے نے آپکو علم و شوکت (نیابت سلطنت) دونو منصب مرحمت فرمائے ہین (جو اکثر مجددین سابق مین جمع نہین ہوئے) اسلئے آپ ان سب مجددون کے صفات کمال کے جامع ہوئے بلکہ اکثر مجددون سے سبقت لیگئے

جسقدر تالیف و تصنیف کتب مختلف علوم کی اور انکی اشاعت (جو منصب اول کے نتایج سے ہے) آپ سے ہوئی ہے اسقدر مجددین سابق الوصف سے نہین ہوئی یا کم ہوئی ۔

آپنے مختلف علوم (کتاب و سنت و فقہ و اصول وغیرہ) مین مختلف زبانون (عربی فارسی ہندی) مین نہ صرف کتابین تصنیف کرکے صندوقون یا کتب خانون مین رکہوا دے ہین بلکہ بصرف ہزارہا روپیہ جیب خاص چہپوا کر اکثر بلاد (ہندوستان و پنجاب و عرب و مصر و یمن و دمشق و بلغار و بیروت وغیرہ) مین گہر گہر پہنچا دی ہین ۔ اور سارت بہا الرکبان دارت فی البوادی والعمران کا مصداق بنا دین ۔

ان بلاد مین ایسا کوئی شہر نہو گا یا کم ہوگا جہان کوئی اہل علم ہو اور

اور آپکی تصنیف نہو اور ان علوم اور انکی خوادم علوم مین ایسا کوئی علم نہوگا یا کم ہوگا جسمین آپنے کوئی تالیف نہ کی ہو۔

جن ادق مسائل اصول و فروع کو خواص فضلا کم جانتے تہے انکو آپکی تصانیف کے ذریعہ سے ادنی طلبا بلکہ بعض عوام جاننے لگے ہین اور جن کتابون حدیث و اصول کو اکابر علما خواب مین دیکہنے کو بہی ترس رہے تہے آپکی توجہ سے اب وہ اصاغر طلبا کے مطالعہ مین ہین۔

علم ناسخ و منسوخ کتاب اللہ و سنت کو (جو اکابر محدثین و مجتہدین کے خصائص سے تہا) آپنے ایک مختصر رسالہ مین بیان کرکے ایسا عام فہم کردیا ہے کہ کس و ناکس (جو فارسی عبارت پڑہنے پر دسترس رکہتا ہے) اسکو ضبط کرسکتا ہے۔

علم اصول فقہ کو (جو بعض اشخاص اجتہاد [illegible]) آپنے ایک مختصر کتاب مین اس آسانی سے واضح کردیا ہے کہ تہوڑیسی استعداد والہ طالب العلم بہی اس علم پر احاطہ کرسکتا ہے۔

متون کتب حدیث (صحاح ستہ وغیرہ) کو آپنے عام لوگون کے لئے دستور العمل بنا دیا ہے۔ کئی کتابون کا (جیسے موطا مالک جامع ترمذی وسنن ابی داود) آپنے ہندی زبان مین ترجمہ کرکے چہپوا دیا ہے اور کئی کتابون (صحیح بخاری وصحیح مسلم وغیرہ) اپکی توجہ سے مترجم ہورہی ہین

اور شروح کتب حدیث کی تصنیف وطبع و اشاعت سے آپنے خواص علما کو عمل بالحدیث و اجتہاد کا راستہ نکال دیا ہے۔ بعض کتب حدیث (جیسے مختصر صحیح بخاری و بلوغ المرام وغیرہ) کی شرح تو آپنے خود تالیف کرکے چہپوا دی ہین اور بعض شروح متقدمین کی تالیف بصرف زر کثیر طبع کرا دی ہین۔ باقی آیندہ

بقیہ پیری و مریدی

وہ کسکی بیعت اور صحبت کا اثر تہا؟-

حضرت خضر علیہ السلام (جو بقول اکثر علماء نبی نہ تہی اور انکے حق مین خدا تعالی نے قرآن مین فرمایا ہے) کہ ہمنے اونکو اپنی پاس سے علم سکہایا ہے- کسکی بیعت و صحبت سے اس کمال و عرفان کو پہنچے تہے-؟

اٰتینا ہ رحمۃ من عندنا و علمناہ من لدنا علما- (کہف ع ۲۱)

وہ اعرابی جسنے آنحضرت صلعم کے ہاتہہ پر بیعت کی تہی پہر بخار کی تکلیف سے گہبرا کر بیعت توڑ دی اور اپنی گہر کی راہ لی اس بیعت نبوی سے کیون کمال احسان و عرفان کو نہ پہنچا-

دیکہو صحیح بخاری ص ۳۵۳ وغیرہ

کئی صحابی (جو آنحضرت کی صحبت مین مدت تک فیضیاب رہی اور اکثر وہ بیعت سے بہی محروم نہ تہے) ایسے افعال کے مرتکب ہوئے جنکی سبب وہ مورد حدود و دوسرا تشرعی ہوئے-

ان دونو قسم کی نظائر کو ہم پورا شمار کرین تو ایک کتاب مستقل تیار ہو لہذا ان چند تمثیلات کے ذکر پر اکتفا کرتے ہین اور مدعیان ملازمت بیعت و احسان (یا اخلاص) کی خدمت مین مودبانہ التماس کرتے ہین کہ وہ اپنے اس دعوے پر انصاف سے نظر ثانی کرین شاید وہ سمجہہ جائین کہ بیعت تو بہ اور شے ہے اور احسان یا اخلاص اور شے ایک کو دوسرے سے ملازمت نہین ہے گو ان دونو کا ایک محل مین اتفاق اجتماع و توارد جایز ہے-

اکثر مدعیان خصوصیات رسمیہ پیر کے انتقال کے بعد اسکے بڑے بیٹے کو گدی پر بہٹاتے ہین اور اپنے اس فعل کو صحابہ کے اِس فعل سے کہ انہون نے آنحضرت

کے بعد حضرت صدیق اکبر کو خلیفہ مقرر کیا اور حضرت صدیق اکبر نے حضرت عمر کو
اپنا خلیفہ بنا دیا مشابہہ بتلاتے ہین - **شاید بعض** ناواقف اس سے بہی
بڑہین اور بعض خلفاء کے اس فعل سے کہ انہونے اپنے بیٹونکو اپنا جانشین
مقرر کیا تمسک کرین **اسکے جواب** دو ہین اول یہ کہ بیعت خلافت و بیعت توبہ
مین آسمان و زمین کا فرق ہے لهذا خصوصیات بیعت خلافت سے خصوصیات بیعت
توبہ کا ثابت ہونا ناممکن ہے (چنانچہ اسکا کافی ثبوت نمبر ۳ جلد ۶ بصفحہ ۹ گذر چکا ہے)
دوم یہ کہ خلفاء راشدین سے کسینے اپنے بیٹے کو اپنا ولیعہد نہین کیا اور نہ
اور اصحابہ نے کسی خلیفہ کے بیٹے کو اُنکا جانشین مقرر کیا ہے بلکہ حضرت عمر رضی نے
جب امر خلافت کو اصحاب شوریٰ کے سپرد کیا تو اپنے بیٹے کے نسبت صاف
کہہ دیا کہ میرے بیٹے عبد اللہ کا اس خلافت مین کوئی حق نہین ہے (چنانچہ نمبر ۳
جلد ۶ مین بصفحہ ۸ منقول ہے) اور خلفاء راشدین کے سوا اور خلفاء و امراء کا
فعل لایق اعتبار نہین ہے -

سب سے پہلے امیر معاویہ نے اپنے بیٹے کو اپنا جانشین مقرر کیا تہا سو اجلہ صحابہ
نے اسپر انکار کیا اور اس فعل کو سنت کسریٰ و قیصر قرار دیا چنانچہ تاریخ الخلفاء و صحیح
بخاری وغیرہ مین ہے کہ جب مروان نے بحکم
امیر معاویہ مدینہ مین خطبہ کیا کہ امیر
معاویہ نے اپنے بیٹے یزید کو ابوبکر
و عمر کی سنت پر خلیفہ مقرر کرنا مناسب
سمجہا ہے تو عبد الرحمن بن ابی بکر نے
صاف فرمایا کہ یہ تو کسریٰ و قیصر کی سنت ہے
ابوبکر و عمر نے تو اپنے بیٹے یا کسی اور گہر والے

فیہا دعا معاویۃ أهل الشام الی
البیعۃ بالخلافۃ لابنہ وهو اول من
عهد بها فی صحتہ ثم انہ کتب الی مروان
بالمدینۃ ان یأخذ البیعۃ فخطب مروان
فقال انّ امیر المومنین رای ان
یستخلف علیکم ولدہ یزید سنۃ ابی بکر
و عمر فقام عبد الرحمن بن ابی بکر فقال

بل سنۃ کسری وقیصران ابابکر و عمر لم یجعلاھا فی اولادھما ولا فی احد من اھل بیتھما۔

(تاریخ الخلفاء صفحہ ۲۰۳ بخاری صفحہ ۱۵)

کو اپنا جانشین مقرر نہین کیا پس ایسے فعل سے جسکو صحابہ نے کسریٰ و قیصر کا طریقہ بتایا ہے مدعیان خصوصیات رسمیہ کا تمسک کیونکر جائز ہے۔

بعض مدعیان خصوصیت کہتی ہین کہ ہم پیر کے بیٹے کو اسکے افضل و زیادہ متقی ہونے کی نظر سے گدی نشینی کا مستحق سمجھتے ہین صرف قرابت اور ولدیت پر نظر نہین رکھتے۔

اسکا جواب بصفحہ ۱۱۴ وغیرہ پہلے ادا ہوچکا ہے کہ بیعت کے لئے افضل و زیادہ متقی ہونی کی کچھ ضرورت و خصوصیت نہین ہے ہر ایک مسلمان سے جو فاسق و فاجر نہو بیعت کرنی جایز ہے۔

بالجملہ بیعت کے لئے پیر کے بیٹے کی خصوصیت [illegible] نہین نہ اسکی ولدیت و قرابت اس خصوصیت کی دلیل ہوسکتی ہے۔ نہ اسکا متقی و پرہیزگار ہونا اس خصوصیت کا مثبت ہے نہ اور کوئی وجہ اس خصوصیت پر شاہد ہے یہہ خصوصیت جہان کہین قصداً و اختیاراً پائی جاتی ہے پابندی رسم سے خالی نہین ہے

بعض مدعیان خصوصیات رسمیہ جو بیعت لینے کے وقت مریدون سے (سورہ فاتحہ و کلمہ توحید وغیرہ) اذکار پڑھواتے ہین اور مریدون کو ہمیشہ کے لئے ان اذکار مین عدد اور وقت کی قیدین و خصوصیتین (جیسے سورہ فاتحہ چالیس مرتبہ پڑھو اور یاحی یاقیوم سو یا ہزار دفعہ صباح کو یہ پڑھو اور شام کو وہ) بتلاتے ہین اور ان قیدون و خصوصیتون کو افضل ٹہراتے ہین) ان قیدون اور خصوصیتون کے افضل ہونے پر **ایک یہ دلیل** پیش کرتے ہین کہ شارع کی طرف سے مطلق ذکر و دعا و تلاوت قران کی ہدایت آچکی ہے ایسا ہی مطلق فضیلت بعض

وقتون اور عددون کی شرع مین وارد ہے۔ پس اگر کسینے اس مطلق ہدایت وفضیلت کی نظر سے کسی دعا یا ذکر یا عبادت کو بعض اوقات سے مخصوص اور مقرر کر لیا یا اسمین کوئی عددی قید لگا دی تو کیا بُرا کیا شارع نے مطلق ذکر کی ہدایت کی ہے اور یہہ بہی ذکر کرتا ہے۔

دوسری دلیل یہہ کہ بعض صحابہ نے بعض موقع پر بعض اذکار و عبادات کو از خود مقرر کر لیا تہا آنحضرت اس پر مطلع ہوئے تو اپنے اس سے منع نہ فرمایا بلکہ مسلم و مقرر رکہا اسکی تفصیل و تمثیل مین وہ **ایک حدیث** بلال پیش کرتے ہین جسمین ذکر ہے کہ آنحضرت نے انکو جنت مین اپنے آگے چلتے ہوئے دیکہا پہر اسکا سبب پوچہا تو انہون نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ مین جسوقت وضو کرتا ہون اسکے بعد دو رکعت پڑہ لیتا ہون اسمین وہ یہہ دعوی کرتے ہین کہ [illegible] سے اسکا التزام کر رکہا تہا۔ پہر آنحضرت نے انکو اس سے منع نہ کیا۔

دوسری حدیث ایک صحابی جب نماز مین سورہ فاتحہ کے ساتہہ دوسری سورۃ ملاتا تو اس سے پہلے سورہ اخلاص (قل ہو اللہ) پڑہ لیتا۔ آنحضرت نے اسکا سبب پوچہا تو اسنے بیان کیا کہ اسمین خدا تعالے کی صفت ہے اس لئے مجہے اس سے محبت ہے۔ آنحضرت نے فرمایا اسکی محبت نے تجہے بہشت مین داخل کر دیا اسمین بہی انکا وہی دعوی ہے کہ اسموقعہ پر قل ہو اللہ پڑہنے کا حکم وارد نہ تہا۔ اسنے اپنی طرف سے اس موقع پر قل ہو اللہ کو پڑہا پہر آنحضرت نے اسکو منع نکیا

ان دلایل کی تائید مین وہ ایک اثر حضرت عایشہ سے اسمضمون کا لائے ہین کہ انہون نے فرمایا کہ مینے آنحضرت کو نماز اشراق پڑہتے نہین دیکہا پر مین خود پڑہتی ہون

انکی پہلی دلیل کا جواب یہ ہے کہ مطلق مین اور ان قیدون اور خصوصیتون

مین (جو اسمین لگائی جاوین) ایک قسم کا مقابلہ ہے لہذا مطلق اون قیدون
اور خصوصیتوں کا مثبت نہین ہوسکتا گو بلالحاظ قیدون کے مطلق اپنے ہر فرد
کی مشروعیت کی دلیل ہوسکتا ہے - یہہ مسئلہ اصول کی چھوٹی بڑی کتابون
مین موجود ہے - پس جو شخص کسی مطلق حکم شرعی مین اپنی طرف سے بلا دلیل
شرعی کوی وقتی یا عددی قید لگا دے اور اسکو افضل اور داخل دین سمجھے اور
اسکے افضل اور دین ہونے پر اسی مطلق کو دلیل ٹھہراوے وہ علم اصول سے ناواقف
ہے جنکو اصول فقہ سے واقفیت ہے اور مطلق و مقید احکام سے خبر ہے وہ مطلق کو
بلا دلیل شرعی مقید کرنے اور مقید شرع کو بلا وجہ مطلق بنانے کو بدعت و حرام جانتے
ہین - حضرت مولانا محمد اسمعیل شہید علیہ الرحمۃ کتاب ایضاح الحق مین (جسکی نظیر
مولفات سلف و خلف مین تحقیق معنے بدعت مین دیکھی نہین گئی) اس قسم کی بدعت
کو (جسکی اصل و شرع مین کچھ ہو لوگون نے اسمین اپنی طرف سے قیدین اور خصوصیتیں
بڑھا کر اسے کچھ اور بنا لیا ہو) بدعت وصفیہ کہا ہے اور اسکی بدعت ہونے مین بدست
آویز احادیث صحیحہ طولانی بحث کی ہے جسکا خلاصہ صہ ۶۱ مین اس کتاب کے یون
فرمایا ہے - باید دانست کہ خلاصہ مفہوم بدعت از تمہید کلام فصل اول چنان
مستفاد گردیدہ کہ ہر عقیدہ و مقامے و وارد ے و حالی و قولی و فعلی کہ از جنس عبادات
باشد یا عادات یا معاملات و ہمچنین تقیید و تعیین امور مذکورہ بقیود و حدود معینہ
وہمچنین تشخیص موقع آن امور از تشہیر و اعلان یا سر و کتمان یا اہتمام و عدم اہتمام
یا التزام و عدم التزام کہ نہ ثابت بکتاب باشد و نہ بہ سنت و نہ باشتہار و رواج نہ در
قرون ثلثہ و نہ اجماع اہل حق و نہ بقیاس صحیح منقول از مجتہدین سابقین مسلم
الاجتہاد و صاحبش آنرا از امر دین شمارد و یا بآو معاملہ امور دینیہ کند پس ہمان امر را بدعت
میگوئیم - اور اس سے پہلے صہ ۴۳ مین کہا ہے - ودین مقام تفحص باید کرد کہ ابتدا

علیہم السلام بہ بیان کدام چیز در باب امور دین اہتمام میفرمایند پس میگوئیم چنانچہ
ترغیب بفعل امور نافعہ در معاد و تنفیر از فعل امور ضارہ دران از خواص منصب نبوت
است چنانکہ در بحث اول مذکور گردید و انرا دین میگوئید و آن مشترک است در
جمیع ادیان سماویہ بحکم کریمہ شرع لکم من الدین ما وصی بہ نوحا والذی اوحینا
الیک وما وصینا بہ ابراهیم وموسی وعیسی ہمچنین تحدید حدود و امور مذکورہ و
تشخیص صور خاصہ آنکہ در منفعت و مضرت اخرویہ دخل داشتہ باشد نیز از خواص منصب
رسالت است و انرا شریعت و منہاج نامے مند و ان مختلف میباشد باختلاف رسل
بحکم کریمہ لکلٍ جعلنا منکم شرعۃ ومنہاجا مثلا ترغیب بفعل نماز و نکاح و تنفیر از
شرک و زنا از باب تعلیم اصول دین است و تحدید نماز بتعیین اوقات و اعداد رکعات
و شروط و امثال آن و تحدید نکاح بتعیین ایجاب و قبول و حضور و شہود و لزوم مہر
و امثال آن و تحدید [illegible] تعیین محلی کہ از تلک
و شبہہ آن خالی باشد و تعیین حد آن از جلد و رجم و امثال ذلک اینہمہ از باب تشریع است
پس چنانکہ تحقیق بحث اول موقوف بر تفصیل امور دین بود ہمچنین تحقیق این بحث موقوف
بر تفصیل ابواب تشریع است پس میگوئیم کہ تعیین صور خاصہ و تحدید حدود معینہ برائے
اصول دین از جہت شارع بدو طریق متحقق میگردد اول بطریق لزوم یعنی باین وجہ
تعیین فرماید کہ اصل مذکور بدون اینصورت خاصہ اصلا در نظر شارع معتبر نیست یا
کالعدم ست و ثانی بطریق تکمیل یعنی باین وجہ تعیین فرماید کہ ہرگاہ اصل مذکور
درینصورت خاصہ متحقق گردد در نظر شارع نہایت مستحسن و ممدوح باشد پس صورت
معینہ در استحسان شرعی دخل دارد یا نہ در اصل تحقق آن اصل مذکور و ہر واحد از
قسمین بوجوہ متعددہ میباشد کہ چندے ازان بطریق تمثیل درین مقام ذکر کردہ
مے شود مثلا **ازانجملہ** تعیین اجرائے امریست از امور دین یا بطریق لزوم مثلا

تعیین قیام و قرات و رکوع و سجود و امثال آن بہ نسبت نماز و تعیین ایجاب و قبول
بہ نسبت نکاح یا بہ طریق تکمیل مثلاً تعیین قومہ و جلسہ و تسبیحات بہ نسبت نماز و تعیین
قدرے زاید از اصل در باب آداے قرض حسنہ بر تقدیر یکہ شرط نکردہ باشد ۔
ازانجملہ ست تعیین اوقات یا بطریق لزوم مثلاً اوقات خمسہ براے اداے
صلوٰۃ و ماہ رمضان براے صیام و ذی الحجہ براے حج و حولان حول براے زکوٰۃ
وغیرہ وقت اذان جمعہ براے معاملات و اول شوال و دہم ذی الحجہ براے تعید
یا بطریق تکمیل مثل تعیین لیالی رمضان و لیلۃ نصف شعبان براے قیام و وقت
نصف آخر از شب و وقت ارتفاع شمس براے تہجد و اشراق و ایام بیض و ستہ
شوال و روز عرفہ و عاشورہ و پانزدہم شعبان براے صیام و ماہ رمضان براے
عمرہ و روز ہفتم از ولادت مولود براے عقیقہ و پنجشنبہ و دوشنبہ براے سفر و امثال
آن از مواضعیکہ توقیت اوقات در آن از جہت شارع اتفاق [illegible] احصاے
آن ممکن نیست **وازانجملہ** ست تعیین امکنہ یا بطریق لزوم مثل تعیین مکان طاہر
غیر مقابر و حمامات براے نماز و امصار براے نماز جمعہ و اعیاد و مساجد براے
اعتکاف و مواقیت احرام و حرم و کعبہ و عرفات و منا و مزدلفہ و صفا و مروہ براے
حج و عمرہ وغیر مساجد براے معاملات یا بطریق تکمیل مثل تعیین مساجد براے
نماز فرض و عقد نکاح و بیوت براے نفل و تلاوت قران و مواضع مخصوصہ از
حرمین براے دعا و مسجد جامع براے نماز جمعہ و صحرا براے نماز عید و استسقا
و دفن اموات و مقابر براے تذکیر آخرۃ و استغفار براے اہل آن و مساجد ثلثہ
براے سفر بسوے آن بجہت تحصیل منفعت آخرویہ و امثال آن از توقیتات
مکانیہ کہ در کثرت و تعدد و احصار مثل توقیتات زمانیہ ست **وازانجملہ** ست
تعیین اعداد یا بطریق لزوم مثل اعداد رکعات در فرائض و اعداد صیام در فرائض

وکفارات و اعداد مساکین درباب کفارت و اعداد اشواط وجمار درباب حج و اعداد شهود و ضربات جلده درباب معاملات وحدود و تعیین ستہ حیض یا مدت سہ ماه یا چهار ماه و ده روز یا مدت حمل برائے عدت یا چهار ماه برائے ایلا و یا سہ روز برائے خیار و امثال آن یا بطریق تکمیل مثل تعیین اعداد رکعات در نوافل و تسبیحات در ارکان نماز و بعد از فراغ آن و در صلوٰۃ التسبیح و همچنین تعیین ستہ شوال و ثلثہ در هر ماه درباب صوم و رعایت عدد وتر جمیع عادات و امثال آن و توقیت عددی راهم بر توقیت زمانیہ و مکانیہ و در کثرت و عدم احصار قیاس باید کرد" اسی قسم کی کئی اور مثالین آپنے صفحہ ۲۳ سے ۲۶ تک بیان کرکے فرمایا ہے وآنچہ در مقام عذر آن میگویند کہ ہرچند این امر محدث است اما مشتمل بر مصلحتے از مصالح دینیہ است یا اصل آن در شرع ثابت ست اگرچہ خصوصیت مذکوره محدث باشد پس محدد این عذر امور مذکوره را از حد بدعات خارج نے گردانند آرے تحقیق انکہ این بدعت حسنہ ست یا قبیحہ پس عنقریب انشاء اللہ تعالے در فصل ثانی مذکور خواهد شد" اور فصل ثانی مین آپنے عمده تفصیل و دلائل سے ثابت کیا ہے کہ یہہ بدعت قبیحہ ہے اور بدعت حسنہ شرع مین کوئی چیز نہین اور جو اونہون نے خاصکر اون اذکار اشغال صوفیہ کی نسبت (جنسے بحث ہو رہی ہے) فرمایا ہے وہ نمبر۲ مین بصفحہ ۴۵ منقول ہو چکا ہے یہہ کچھہ مولانا مرحوم نے فرمایا ہے یہ اپکے تفردات و اجتہادات سے نہین بلکہ اجلّہ اصحابہ و تابعین و آیمہ مجتہدین اور انکے اتباع متقدمین و متاخرین سے منقول ہے انکے اقوال کی تفصیل اون کتب و رسایل مین جو رد بدعت مین علماء ہندوستان نے تالیف کی ہین (جیسے تفہیم المسایل و صواعق الہیہ وغیرہ) مین منقول ہین ہم ان پرانے مباحث کو نئے سرے چھیڑنا نہین چاہتے جو ان مباحث کا شایق ہو وہ ان پرانی تالیفات کو دیکھیں۔

اسمقام مین ایک صحابی کا قول بطور نمونہ نقل کرتے ہین حضرت ابن عمرؓ

عن نافع ان رجلاً عطس الی جنب عبد اللہ بن عمر فقال الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ فقال ابن عمر وانا اقول الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ و لیس ھکذا علمنا رسول اللہ علمنا ان نقول الحمد للہ علی کل حالٍ رواہ الترمذی صـ ۱۱۰ جلد ۲ —

سے روایت ہے کہ انکے پہلو مین ایک شخص نے چہینک ماری تو کہا الحمد للہ و السلام علی رسول اللہ حضرت ابن عمر نے فرمایا کہ یہہ تو مین بہی بہت محلون مین کہا کرتا ہون ولیکن آنحضرت نے ہمکو اس محل پر یہہ نہین سکہایا۔ بلکہ یون فرمایا ہے کہ ہم اس موقع پر الحمد للہ علی کل حالٍ کہین۔

دوسری دلیل اور ان دلائل کی تائید کا جواب اولاً یہہ ہے کہ جن باتون کو صحابہ کی اپنی تجویز کہتے ہو [illegible] انکی خود تجویزی نہین ہین انمین ایسی باتین بہی ہین جو آنحضرت کے ارشاد و تجویز سے ثابت ہین دیکہو وضو کے بعد دو رکعت نماز جسکو وہ آنحضرت سے ثابت نہین مانتے آنحضرت کے ارشاد سے ثابت ہے چنانچہ صحیح مسلم مین حضرت عثمان رضؓ سے

عن عثمانؓ قال سمعت رسول اللہ صلعم یقول لا یتوضاء رجل مسلم فیحسن الوضوء فیصلی صلوٰۃ الا غفر لہ ما بینہ وبین الصلوٰۃ التی تلیھا (اخرجہ الشیخان) وفی روایۃ من توضاء مثل وضوئی ھذا ثم قام فرکع رکعتین

حدیث مروی ہے کہ مینے آنحضرت سے سُنا کہ جب کوئی مسلمان اچہی طرح وضو کرے پہر نماز پڑہے تو خدا تعالے اسکے وہ گناہ (جو اس سے پہلے نماز سے اوسوقت تک اسنے کئے ہین) بخش دیگا۔ ایک اور حدیث مین بہی ذکر آیا کہ دو رکعت پڑہے جسمین اسکو

لایحدث فیھما نفسہ غفرلہ ما تقدم من ذنبہ (اخرجہ الشیخان)	اسکو کچھہ دلمین خیال پیدا نہوا ہو۔

اور صلوٰۃ الضحیٰ (اشراق یا چاشت) (جسکی نفی مین وہ حضرت عائیشہ کی روایت پیش کرتے ہین) خود حضرت عائیشہ کی روایت سے آنحضرت سی ثابت ہی چنانچہ

عن معاذۃ انہا سالت عائیشۃ کم کان رسول اللہ صلعم یصلی صلوٰۃ الضحیٰ قالت اربع رکعات ویزید ماشاء (مسلم ص ۲۴۹)	صحیح مسلم مین معاذہ سی روایت ہے کہ مینی حضرت عائیشہ سی پوچھا آنحضرت ضحیٰ کی نماز کتنی رکعت پڑہتے آپنی فرمایا چار رکعت اور اس سی زیادہ پڑہا کرتے۔

یہہ حدیث صاف ناطق ہے کہ حضرت عائیشہ نے آنحضرت کو اشراق پڑہتی بچشم خود کبہی نہین دیکہا مگر آنحضرت کے اشراق پڑہنی کا (آنحضرت سی سنکر یا کسی اور دیکہنے والے کے بیان سی) انکو علم تہا اسواسطے انہون نے اس نماز کو تسلیم کیا اور اپنی طرف سی انکو بہی لیا تہا (چنانچہ حضرات مستدلین کے کلام کا فحوائے) امام نووی شرح مسلم مین فرماتے ہین کہ حضرت

واما الجمع بین حدیثی عائیشۃ فی نفی صلوٰتہ صلی اللہ علیہ وسلم الضحیٰ واثباتہا فھوان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یصلیھا بعض الاوقات لفضلھا ویترکھا فی بعضھا خشیۃ ان تفرض کما ذکرتہ عائیشۃ ویتاول قولھا ما کان یصلیھا الاان یجئ من مغیبہ علی	عائیشہ کی روایت نفی و اثبات مین تطبیق موافقت کی یہی صورت ہی کہ بعض اوقات آنحضرت یہ نماز اسکی فضیلت کی نظر سے پرہتے تہے بعض اوقات بخوف فرض ہو جانے کے ترک کر دیتے حضرت عائیشہ کے اس قول کے کہ آپ نہ پڑہتے تہے یہی معنے ہین کہ حضرت عائیشہ اونکو نہ دیکہتی اسکی وجہ یہ ہے

ان معناه ما رایته کما قالت فی الروایة الثانیة ما رایت رسول الله صلی الله علیه وسلم یصلی سُبحة الضحی وسببه ان النبی صلی الله علیه وسلم ما کان یکون عند عائشة فی وقت الضحی الا فی نادر من الاوقات فانه قد یکون فی ذلک مسافرا وقد یکون حاضرا ولکنه فی المسجد او فی موضع اخر واذا کان عند نسائه فانما کان لها یوم من تسعة فیصح قولها ما رایته یصلیها وتکون قد علمت بخبره او خبر غیره انه صلاها او یقال قولها ما کان یصلیها ای ما یداوم علیها فیکون نفیا للمداومة لا لاصلها

کہ وہ حضرت عائشہ کے پاس اشراق کے وقت کم ہوا کرتے کبھی سفر مین ہوتے کبھی مسجد مین کبھی کسی اور بی بی کے گھر مین کیونکہ حضرت عائشہ کے گھر آنے کا دن نو مین سے ایک ہوتا تھا اسلئے اونکا یہہ کہنا صحیح ہوا کہ مین نے بچشم خود نہین دیکھا - مگر انہون نے آنحضرت کے بیان سے یا کسی اور کی روایت سے یہ جان لیا تھا کہ آنحضرت یہہ نماز پڑہا کرتے تھے یا آپکی یہہ مراد ہوگی کہ آنحضرت ہمیشہ نہ پڑہتے اس صورت مین مراد نفی مداومت کی ہوگی نہ اصل کی۔

اور ثانیاً یہہ کہ اگر ہم یہ مان لین کہ وہ سبہی باتین صحابہ کی خود تجویزی اور نئی نکالی ہوئی باتین ہین تو بہی آنحضرت کی بعض اِن باتونکو تسلیم کر لینے اور قایم رکہنے سے یہہ ثابت نہین ہوتا کہ اون باتون کے سوائے بہی جس قسم کی قید مین اور خصوصیتین مطلق احکام شرع مین صحابہ یا کوئی اور شخص لگانا چاہے شرع کی طرف سے اسکو اجازت ہے اور بدعت وصفیہ (جسمین شرعی امر کو کچھہ تغیر دیکر ایک نئی صورت بنایا جاتا ہے) جایز و مباح ہے اِن باتون کے تسلیم و تقریر سے نہایت بہی ثابت ہوتا ہے کہ شارع نے اِن باتون کو عام حکم ممانعت احداث سے مخصوص و مستثنیٰ فرمایا ہے نہ یہہ کہ اِس حکم عام کو بالکل مہمل و بیکار کر دیا ہے۔

اور مطلق شرع کو مقید کرنے اور احکام شرعیہ مین از خود کمی و بیشی کرنیکا -
ہر ایک کو عام اختیار دیدیا ہے -

یہہ عام اختیار نہ آنحضرت کی سکوت یا ان الفاظسے جو ان موقعون پر آنحضرت نے فرمائے ہین) ثابت ہوتا ہے اور نہ ان خاص مواقع پر عام مواقع کا قیاس ہو سکتا ہے -

حضرت بلال کی نماز پر آنحضرت نے صرف سکوت فرمایا ہے یہہ نہین فرمایا کہ اسیطرح جس موقع پر تیرا دل چاہے اپنی تجویز سے نوافل یا کوئی ذکر و دعا مقرر کرلیا کر -

اِس صحابی (نماز مین قل ہو اللہ پڑہنے والے) کو صرف یہہ فرمایا ہے کہ اسکی محبت نے تجھے بہشت مین داخل کردیا یہہ نہین فرمایا کہ ایسا ہی جہان تو چاہے [illegible] اور لفظ عام متضمن اختیار عام فرمایا ہے -

اِن خاص موقعون پر **عام** موقعون کا **قیاس** اسلئے نہین ہوسکتا کہ بجز ان خاص مواقع کے اور مواقع مین از خود کوئی بات نکالنے یا کسی شرعی بات مین کمی بیشی کرنے سے عام حکم ممانعت احداث مانع ہے - **پہر اس** حکم عام کے (جو نصوص† صریحہ سے ثابت ہے) مقابلہ مین قیاس کیونکر جایز ہو سکتا ہے -

افسوس مدعیان خصوصیات رسمیہ کم توجہی کے ساتھہ الفاظ حدیث سے تمسک کرتے ہین اور یہہ غور نہین کرتے کہ جس حدیث سے ہم تمسک کرتے ہین وہ عام ہے یا خاص اگر وہ خاص ہے تو ہمارے مدعا پر اپنے

† ان نصوص کو دیکھنا ہو تو کتاب مستطاب ایضاح الحق کا مطالعہ کرو -

منطوق سے شاید ہے یا مفہوم سے اگر مفہوم سے شاہد ہی تو وہ کسی منطوق
کے معارض و مقابل تو نہین ہے برآے خدا اب بہی ان باتون کو سوچین اور
اگر اِن باتون کیطرف توجہ نہو تو کتب اصول فقہ تالیف محدثین و فقہا کی طرف مراجعت
کرین اتنی ہمت نہو تو ضمیمجات اشاعۃ السنۃ نمبر (۱۰ وغیرہ) جلد (۳) ہی کو پڑھ کر
اِن باتون سے واقف ہوکر اپنے استدلال پر نظر ثانی کرین ——————

اور اگر وہ یہہ بھی نکر سکین تو وہ اپنے ہی خیالات کو
ٹٹولکر سوچین کہ جن قیدون اور خصوصیتون کو وہ لوگ بدعت سمجہتے ہین اور
اپنے مریدون سے (خصوصاً بیعت لینے کے وقت) اون بدعتون کو نکرنے
کا اقرار لیتے ہین وہ کیون بدعت ہین ـ ؟

اون قیدون اور خصوصیتون مین اور انکی مجوزہ اذکار کی قیدون اور
اور خصوصیتون مین کیا فرق ہے ؟

کیا اون قیدون اور خصوصیتون کے لئے شرعیت مین کوئی
مطلق و بے قید اصل نہین ـ ؟

اگر ہے تو اس مطلق مین اپنی طرف سے وقتی اور عددی وغیرہ
خصوصیات لگانے کے لئے حدیث بلال و حدیث قاری قل ہو اللہ و حدیث
عائشہ کیون اجازت نہین دیتی ـ ؟

اور اگر یہہ دعوے ہے کہ اِن خصوصات کے لئے کوئی مطلق اور بے
قید اصل ہی نہین تو یہہ دعوے محض غلط ہے ـ

ہم اِس مقام مین بطور تمثیل چند ایسی خصوصیات کو ذکر کرتے ہین
جنکی کچہہ نہ کچہہ مطلق اصل شرعیت مین ثابت ہی اور یہہ لوگ انکو صرف وقتی
و عددی وغیرہ قیود کی نظر سے بدعت قرار دیتے ہین ـ

مُردہ کے سوم وچہلم وجمعرات کی روٹیاں اور **شبرات** کا حلوا بھی اسی قسم مین سی ہے اِس خصوصیات کو وہ اِسی نظر سے بدعت سمجھتے ہین کہ اس موقعہ پر اور اس ہیت اجماعی سے یہہ خصوصیات شریعت سے ثابت نہین ورنہ اِن خصوصیات کے لئے اپنی اپنی جگہہ پر کچھہ نہ کچھہ اصل شریعت مین موجود ہے۔

میّت کے لئے مطلق ایصال ثواب عبادت مالی باتفاق اہل سنت ثابت ہے اور حدیثون مین صاف آچکا ہے۔ **تین** کا عدد بہت سے احکام شرعیہ مین ملحوظ ہے (کفارہ یمین اور ایام بیض کے روزہ تین دن ہین میت پر سوگ تین دن تک ہے و علے ہذ القیاس) ایسا ہی **چالیس** کا عدد بعض مواقع مین ماخوذ ہین (حضرت موسیٰ کو کوہ طور پر چالیس دن ٹھہرایا گیا ہے) جمعرات و شبرات کی فضیلت [illegible] آنحضرت کو پیارا تھا۔ مگر یہ لوگ اِن چیزون کے اِن مطلق اصلون کا لحاظ نہین کرتے اور ان خصوصیات کے لئے شریعت مین خاص اصل نہ ہونے کے سبب انکو بدعت قرار دیتے ہین۔

ایک طرفہ مثال (جسکو کوئی مسلمان بدعت نہین کہہ سکتا یہی حضرات اسکو صراحۃً یا کنایۃً بدعت کہتے ہین) فرضی نماز کے بعد ہاتھہ اوٹھاکر دعا مانگنا ہے۔

یہہ لوگ پانچون وقت نماز پڑھ کر ہاتھہ اوٹھاکر دعا نہین مانگتے اور اسپر یہی دلیل پیش کرتے ہین کہ اِس موقع پر آنحضرت سے ہاتھہ اوٹھاکر دعا مانگنا ثابت نہین ہے باوجودیکہ انکو اسبات کا علم و اقرار ہے کہ **مطلق** دعا آنحضرت کے فعل و قول سے بلکہ خداتعالےٰ کے ارشاد سے ثابت ہے اور **مطلق** نماز کا خا

دعا کا محل ہے اور دعا مین ہاتہہ اٹہانا ہی مطلق اداب دعا سی ہی اور آنحضرت سی صدہا
مواقع مین ہاتہہ اٹہا کر دعا مانگنا ثابت ہی با اینہمہ وہ ان اطلاقات کا کچہہ لحاظ و اعتبار
نہین کرتے اور صاف کہتی ہین کہ اسموقع پر آنحضرت سی ہاتہہ اٹہا کر دعا مانگنا ثابت
نہین ہی اسی کے موافق انکارات دن (بڑون سی لیکر چہوٹون تک) عمل ہی ہم نہین جانتے
اس دعا مین وہ مطلق نصوص پر عمل کیون نہین کرتے اور اسکی مشروعیت کے لئے
وہ یہہ کیون نہین کہتی (جیسا کہ خصوصیات اذکار مین وہ کہتی ہین) کہ خدا یتعالے نے مطلق
دعا کو مشروع کیا ہی اور یہہ شخص (جو فرائض کے بعد ہاتہہ اٹہا کر مانگتا ہی) یہی دعا کرتا ہی۔
یہہ مثال (جو انکی شبانروزی عمل مین ہی) انپر ہزار دلیل سی زیادہ سخت حجت ہے
اُسمین اگر وہ انصاف سی غور کرین تو اسی سی اپنی اذکار مجوزہ (جنکو وہ دین اور افضل سمجہتی ہین اور وہ
آنحضرت سی خصوصیت کی ساتہہ مروی و ثابت نہین) بدعت ہونا یقین کر لین یا وہ ایسے
تشددات کو دکہ نماز کے بعد ہاتہہ اٹہا کر دعا مانگنا بدعت ہی) چہوڑ دین مگر انکی موجودہ حالت

کو دیکہکر مجہے امید نہین ہی کہ وہ ان باتون کو سمجہہ سکین یا سمجہکر اپنی عندیات سی رجوع کرین۔
مجہے زیادہ تر اون لوگون کی فہمائش مدنظر ہی جو باوجود دعوے اتباع سنت
ان لوگون کے مرید و مقلد ہو رہے ہین وہ لوگ خدا کے
لئے تہوڑی دیر انکی تقلید و باافراط محبت کو (جسکی نسبت آچکا
ہے ”حبک للشئ یعمی ویصم“ یعنے ایک چیز کی محبت
تجہے اندہا و بہرہ کر دیتی ہے) یکسو کر کے سوچین کہ کیا وہ بزرگوار ہیت
اجتماعی دعا بعد الفرائض کو بدعت کہتے یا سمجہتے اور ان —
اطلاقات کا جو اس دعا کی نسبت شرع مین آچکی ہین لحاظ
و اعتبار نکرتے ہین اور خصوصیات اذکار کو انکے اطلاقات
کے لحاظ سے مشروع و افضل سمجہتے ہین متناقص القول نہین

ہین اسباب کو وہ خود نہ سمجھہ سکین تو اون علماء و مقتداون سے
جنکا علم و اقتدا مسلم ہے پوچھہ لین آپنی اندہا دہند محبت و اعتقاد
پر بہروسہ نکرین ایسا کرینگے تو انمین اور اون لوگون مین جنکو وہ
پیر پرست سمجھتے ہین یا امامون کے مقلد خیال کرتے ہین کیا فرق ہوگا ؟ -
آیندہ اختیار ہے - وما علینا الا البلاغ -

تذییل

مین پہلے ہی بصفحہ (۴۵ و ۰۷) کہہ چکا ہون اور اب پہر کہتا ہون کہ جسقدر میرا اعتراض
و انکار خصوصیات رسمیہ (خصوصیت گدی نشینی وغیرہ) پر ہے اسی صورت مین ہے کہ ان خصوصیات
کو کوئی دین سمجھے اور افضل و موجب قرب و ثواب قرار دے (جیسا کہ ہمارے بعض معاصرین سمجھتے ہین)
اور اگر ان خصوصیات کو اصل دین نہ سمجھا جاوے صرف ضرورتون اور عارضی سببون سے یا اتفاقیہ طور پر
کام مین لایا جاوے تو میرا اعتراض و انکار نہین ہے مثلاً ایک شخص ہر روز تہجد کی اور دعا ہر روز ایک
سو مرتبہ پڑہتا ہے یا تلاوت کے لیے قران کا ایک پارہ یا سوا سیپارہ مقرر کرتا ہے اور اس تعین و خصوصیت
کو دین نہین سمجھتا یعنے اس خصوصیت عدد و مقدار کے عوض مین علاوہ اس اجر و ثواب کے (
جو مطلق دعا و تلاوت یا اور عدد و مقدار سے (جو اس سے بڑہکر ہو) متوقع ہے کچہہ اور اجر ثواب کی
توقع نہین رکہتا صرف اپنی سہولت و ضبط کے لئے یہ تعین کرتا ہے اسکے حق مین یہ خصوصیت
بدعت نہین ہے -

یا کوئی شخص ایک ہی بزرگ کی صحبت کا التزام رکہتا ہے مگر اس التزام کو بحکم خدا و رسول واجب یا اولے
نہین سمجہتا صرف اسوجہ معذوری سے کہ جہان وہ رہتا ہے وہان اور کوئی لایق صحبت و صاحب برکت
نہین ہے یا اسکو کوئی ایسا نظر نہین آتا ہے اور وہ اور کسی کی صحبت سے فایدہ نہین اوٹہاتا) اسکی صحبت
کا التزام رکہتا ہے تو اسکی حقمین یہ التزام بدعت نہوگا - وعلے ہذا القیاس -
اب ہم اس بحث کو ختم کرتے ہین آیندہ اگر کوئی صاحب اسمین نکتہ چینی کرینگے تو ہم بہی کچہہ کہینگے ورنہ خیریت مخفظ

کتاب سنة طا

نیل الاوطار شرح منتقی الاخبار (جو عمل بالحدیث و اجتہاد کے لئے کافی ذریعہ ہے) آپ ہی کی توجہ سے آٹھ جلدون مین مصر مین چھپی ہے اور اب تہوڑی قیمت (۵) پر ملسکتی ہے اور **فتح الباری شرح صحیح بخاری** تالیف شیخ الاسلام حافظ ابن حجر (جکی نظیر کتب اسلام مین اسکے بعد پائی نہین گئی) جناب کی عالی ہمتی سے مصر مین طبع ہو رہی ہے۔ تہوڑے عرصہ مین انشاء اللہ تعالے وہ بہدست عشاق اتباع ہوگی۔ **اسی قسم کی تالیف** و اشاعت آپسے بقیہ علوم کے متعلق ہوئی ہے جسکی تفصیل و توصیف مین جولانی کرنے مین ہمارا اشہب قلم لنگ ہے اور عرصہ قرطاس تنگ۔

شائقین تفصیل آپکی کتب مولفہ کا حال آپکی فہرست مولفات (ملحقہ کتاب منہج الوصول اور آپکے تراجم [illegible] شامل کی گئی ہین) سے ملاحظ فرماوین و میسر نہون تو ہمارے پرچہ سابق (نمبر ۲ جلد ۶) کو جسمین کسیقدر انکی تفصیل ہے مطالعہ مین لاوین اور انکی اشاعت کا مشاہدہ و تجربہ جس ملک اور جس شہر سے چاہین کرلین۔

آپکی تالیف بابرکت مین ایک خصوصیت جسکو آپکی کرامت کہین تو بیجا نہین بلکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم (جنکے سنت کے آپ خادم ہین) کا معجزہ خیال کرین تو ناروا نہین ایسے پائے جاتے ہین جو ایک عرصہ سے کتب مولفہ اہل اسلام سے مفقود ہے وہ یہ ہے کہ آپکی تالیفات آپکی حیات مین اور آپکے ہمعصرون مین مقبول و معمول بہا ہوگئی ہین اور اکثر علما ہندوستان۔ پنجاب۔ عرب۔ مصر۔ دمشق بیروت۔ بلغار۔ یمن وغیرہ نے سر آنکہون پر رکھ لی ہین۔ تلقتہا الافاضل بالقبول وھبت علیہا قبول القبول اور یہ بات اور لوگون کی تالیفات مین ایک

مدت سے پائی نہین گئی انکی تالیفات انکے مرنے کے بعد اون لوگون مین جو
انکے بعد پیدا ہوے مقبول ہوئی ہین انکے معاصرین نے قبول نہین کین
اسی وجہ سے اور ان ہی لوگون کی نسبت یہہ مثل "المعاصرۃ اصل المنافرۃ"
یعنے ہمعصری نفرت کی جڑہ ہے مشہور ہو رہی ۔

اور جسقدر آپ سے احیاء سُنت واقامت خیرات وحسنات اور
ازالہ بدعات واعمال منکرات (جو لوازم ونتایج منصب دوم جناب سے
ہے) وقوع مین آئی ہے وہ بہی اکثر مجددین سابق سے بڑہکر ہے۔ ہمارے
قلم مین کہان طاقت اور ہمارے پرچہ مین کب وسعت ہے کہ ہم اسکی
تفصیل کر سکین ولیکن بحکم ما لا یدرک کلہ لا یترک کلہ مشتے نمونہ
از خروارے واندکے از بسیارے بطور تمثیل ایک فہرست کے ضمن مین ناظرین کی
آگاہی کیلئے [illegible] ہین ۔

فہرست رسوم حسنہ جنکو جناب نے قایم کیا ورسوم سیئہ جنکا آپنے ازالہ کیا یا ازالہ
کے درپئے ہین ۔

نمبر	رسوم	نمبر	رسوم
	رسوم حسنہ	۶	مساجد کی مصارف بہ نسبت سابق بڑہا گئے
۱	علماء وفضلاء بہ نسبت سابق زیادہ ملازم وتحصیل یاب ہوئے	۷	اندہے اپاہج وغیرہ معذورون کی وظایف مقرر ہوئے ۔
۲	طالبعلمون کی وظیفے بہ نسبت سابق بڑہائے گئے		
۳	یتیمون کی تعلیم کیلئے وقفی مدرسہ قایم ہوا	۸	رفاہ عام کے لئے شفا خانہ بڑہائے گئے اور اطباء زیادہ رکہے گئے
۴	قران پڑہنے والی لڑکیون کی وظایف مقرر ہوئے	۹	تالاب وکنوئین (جنکی بہوپال مین بہت حاجت ہے) کثرت سے کہدوائے گئے
۵	سرکاری محل مین تلاوت قران بکثرت جاری ہوئی		

نمبر	رسوم
۱۰	سڑکون وغیرہ مواقع ضرورت عام پر درخت لگائے گئے۔
۱۱	روشنی وصفائی شہر کا خرچ ریاست کے ذمہ کیا گیا۔ رعایا سے اٹھایا گیا۔
	رسوم بد جنکا ازالہ ہو چکا
۱۲	زناکاری عام شہر کسبیون کی شہر سے اخراج سے روکی گئی۔
۱۳	گانے بجانے کی تعلیم۔ تعلیم دینے والون کی اخراج سے روکی گئی۔
۱۴	ہیجڑون کا پیشہ سکھانا شہر سے ... روکا گیا۔ اور اکثر ہیجڑون کا شہر سے اخراج ہوا۔
۱۵	مسلمانون کو شراب خوری سے عام ممانعت ہوئی۔
۱۶	مسجدون کے قریب باجا بجانا جو بیاہون شادیون مین لوگ بجواتے ہین موقوف ہوا
۱۷	رئیس کے دربار سے سرود موقوف ہوا
۱۸	تعزیہ داری کی اکثر بدعات مہندی وغیرہ سے ممانعت ہوگئی

نمبر	رسوم
۱۹	شادی و ختنہ کی رسوم خلاف شریعت کے بذریعہ اشتہارات عام ممانعت ہوئی۔
	رسوم بد جنکا ازالہ پیش نظر جناب ہے اور تدریجاً وقوع مین آنا چاہتا ہے۔
۲۰	ہیجڑون کا بازارون مین گاتے بجاتے پھرنا
۲۱	بعض اقوام اہل اسلام کی مستورات کا شادیون مین رات کے وقت زیب و زینت کے ساتھ سڑکون پر پھرنا۔
۲۲	آمدنی سایرات
۲۳	تعزیہ سازی اور اُسکے متعلق رسوم
۲۴	حقوق چودہرایت ورقوم سود اہل اسلام
۲۵	شہر کے باہر کسبیون کا آباد رہنا۔
۲۶	آمدنی آبکاری وغیرہ مسکرات
	اسی پر صدہا اور نظائیر کو ناظرین قیاس کرین جنکی تفصیل دبیان سے ہم قاصر ہین۔

نوٹ یہہ رسوم بد جنسے نواب صاحب بہوپال نے اہل اسلام بہوپال کو ممانعت کی ہے
ان رسوم کی مانند ہین جنکے گورنمنٹ انگلشیہ بہی اپنی رعایا کو مانع کرتے ہے جیسے قمار بازی،
ننگے پہرنا، مردون کو ہیجڑا بنانا وغیرہ وغیرہ۔

مراد بخش

ان اوصاف کمال نواب صاحب (احیاء سنت و مراسم حسنات و اشاعت علم و ازالہ منکرات) کا اوصاف مجددین سابق الوصف سے اور انکے عیوب و خطاؤن (بقول مفتریان تصویر پر انعام دینے یا اسی قسم کی اور باتون) کا عیوب و خطاؤن مجددین سابق سے مقابلہ و موازنہ کرین پہر انصاف سے داد دیکر فرماوین کہ نواب صاحب ممدوح بنظر اوصاف کمال مجددین سابق الوصف کی نسبت مجدد کہلانے کے زیادہ مستحق نہین ہین ۔ ؟

بقیہ نوٹ صفحہ ۱۶۱

نواب بہوپال کی ان رسوم مین مداخلت و ممانعت کیکے مذہب اور واجبی آزادی مین بے جا مزاحمت و ناجائز دست اندازی (جو اصول سلطنت برٹش گورنمنٹ کے مخالف ہے) نہین ہے بلکہ اسمین اون لوگون کے مذہب کی (جنکو ان رسوم سے روکا گیا ہے) عین تائید و پیروی پائی جاتی ہے

نواب صاحب نے ان رسوم بد سے صرف مسلمان رعایا کو روکا ہے سو اونکے مذہب مین ان رسوم کا نام ونشان پایا نہین جاتا بلکہ صاف ممانعت آچکی ہے ۔ زنا ۔ شراب خوری [illegible] (جیسے اسلام [illegible] ہین) خیال مین بھی مذہبی رسوم نہین ہین ایسا ہی عوام سنیون کا تعزیہ بنانا یا مہندی نکالنا (گو انکے خیال مین مذہبی رسم ہو مگر انکے علماء بلکہ محقق علماء شیعہ کے خیال مین) بہی مذہبی رسم نہین ہے اور اصل مذہب اسلام مین اسکی کہین ہدایت نہین ۔ پہر نواب صاحب کا ان باتون سے سنی مسلمان کو روکنا مذہبی دست اندازی کیونکر ہوسکتی ہے ؟

مذہبی دست اندازی تب ہوتی جب ہندو یا عیسائی رعایا کو وہ اونکی مذہبی رسوم سے روکتے ۔ یا انسے رسوم اسلام جبراً اتباع کرواتے ۔ بلکہ غور سے دیکہا جاوے تو ایسی رسوم بد (مبدء شر و فساد) مین دست اندازی (انکا مذہبی رسوم ہونا مانا بہی جاوے تو) بے جا مزاحمت و واجبی آزادی مین دست اندازی و اصول سلطنت برٹش گورنمنٹ کے مخالف نہین ہے برٹش گورنمنٹ نے خود بعض ایسی رسوم مین (جنکو اپنے خیال مین بد اور مبدء شر سمجہا ہے (گو وہ کسی قوم کی مذہبی رسم ہی کیون نہ کہلاتی ہین) دست اندازی کی ہے اور یہہ بات خلاف اصول سلطنت نہین سمجہی گئی دیکہو ستی ہونا ہندون مین ایک قدیم مذہبی رسم سمجہی جاتی ہے + اور تپسیا کرکے (بہوکہہ رہکر یا آگ کی تپش مین جلکر

+ گو حقیقت مین یہ رسم مذہبی نہ ہو اور انکی کتاب مین اسکی ہدایت نہ ہو ۔

اور انکی عیوب و خطا عیوب مجددین سابق سی بڑھکر ہین کہ وہ اون عیوب کے سبب اس رتبہ سی باوجود استحقاق و مقتضی محروم رہین -

اور یہ بہی فرماوین کہ ہمنے اور ہماری ہمعصر علماء نے جو نواب صاحب کو (انکے اوصاف کمال کی نظر سے) مجدد کہا ہے اور انکی عیوب و خطاؤ نکا (ناحق انکے ذمہ لگائے جاتے ہون خواہ واقعی انین موجود ہون) اس خیال سی کہ مجدد ہونے کے لئے معصوم ہونا کسیکی نزدیک (بجز اہل تشیع) شرط نہیں

خودکشی کرنا بعض ہندون مین مکتی (نجات) کا سبب سمجہا جاتا ہی اور بردہ فروشی عموماً مسلمانون مین ایک مذہبی رسم ہے اور چور کا ہاتھہ کاٹ دینا اور زانی کو قتل کی سزا دینا ذی اختیار مسلمانون کا اعلی مذہبی فرض خیال کیا جاتا ہے مگر انگریزی سلطنت مین اور جہانتک اسکا اختیار و تعلق ہے اِن رسوم پر کوئی ہرگز عمل کرنے نہین پاتا اِن رسوم مین گورنمنٹ کی مداخلت و مزاحمت کا یہی سبب ہی کہ گورنمنٹ اِن رسوم مین اپنی خیال بشر و فساد دیکھتی ہے اور [illegible] نہین سمجہی

پس اگر کسی مسلمان ذی اختیار نے کسی رسوم بدمعمولہ اہل اسلام (جیسے زناکاری و شراب خوری) کو بدو مسبد شر و فساد سمجہا اور بنظر مصلحت عام و اصلاح انتظام اس سے اپنے ماتحت مسلمانون کو روکدیا (گو اپنی خیال مین کوئی ان باتون کو مذہبی رسم سمجہہ لے) تو اسمین بے جا مزاحمت و ناواجبی مذہبی دست اندازی کہان پائی گئی جو جانے کہ وہ رسوم درحقیقت مذہبی رسوم ہون مذہب اِن رسوم سی خود مانع ہو -

بعض متعصب یا پالیسی گورنمنٹ سی ناواقف انگریز ایسی مسلمانون کو (جو اپنے حدود اختیار مین اپنے ہم مذہب اقوام مین مذہبی رسوم کو جنکی گورنمنٹ مانع نہین جاری کرنا اور ان رسوم کے مخالف رسوم سے روکنا چاہتے ہین) حقارت کی نظر سے دیکہتے ہین اور متعصب خیال کرتے ہین مگر جو خود تعصب سی خالی ہین) اور پالیسی گورنمنٹ سی خوب واقف ہین (جیسے ہمارے ہردل عزیز فیاض ویسرائے گورنر جنرل لارڈ رپن بالقابہ ہین (خدا انکو اپنی مرضیات کی توفیق بخشی) وہ ایسے مسلمانون کو پکا دیانت دار اور گورنمنٹ

اور اس قسم کے عیوب مجددین سابق مین بھی پائے گئے ہین لحاظ و اعتبار نکیا تو اسمین ہمنے کونسی آیۃ یا حدیث یا اجماع امۃ یا تعامل سلف کا خلاف کیا اور کیا گناہ ہمسے ہوا۔ ؟

شاید ہمارے معترض ہمسے اسبات پر آشفتہ خاطر ہون کہ ہمنے صرف نوابصاحب ہی کو مجدد کہا ہے اور علماء وقت خصوصًا معترض کے ہموطنون (لکھنووالون) کو مجدد نہین کہا۔

اسمین ہمارا **عذر** و جواب یہ ہے کہ ہمنے وہ مضمون (جسمین نواب صاحب کو مجدد لکھا ہے) بالاستقلال مجددون کے بیان مین نہین لکھا کہ اسمین مجددین لکھنو وغیرہ کا بھی ذکر آجاتا اور تو کسیکا ذکر کیا ہوتا ہمنے اپنے شیخ حجۃ الخلف بقیۃ السلف مولانا **سید محمد نذیر حسین** محدث دہلوی کا ذکر بھی نہین کیا اور اگر وہ مضمون مجددون کے بیان مین ہوتا تو ہمسے اپنے شیخ کا جنکو ہم اسوقت اول درجہ کا مجدد جانتے ہین کیون چھوٹتا آیندہ ہم اگر مجددون کے بیان و تعداد مین کوئی مضمون لکھینگے تو اسمین ہم مجددین لکھنو وغیرہ کا نام بھی ضرور درج کرینگے۔ بشرطیکہ ہمارے معترض ہمکو انکے اوصاف کمال بتادین جیسے ہمنے نوابصاحب کے اوصاف نقل کیے ہین۔

تفصیل شق اول

(یعنی نواب صاحب کا انعام ندینا)

ہمنے جس روز وہ اخبار جسمین نوابصاحب پر یہ نکتہ چینی (کہ انہون نے تصویر پر انعام

و رعایا کا پورا وفادار خیال کرتے ہین اور وہ خوب جانتے ہین کہ جسکو خدا کا مذہب کا پاس نہین اسکو دنیا کے حکام کا رعایا کا کیا پاس ہوگا اور جو خدا کا مذہب کا پکا مطیع ہوگا وہ دنیا کا حکام کا رعایا کا بھی سچا وفادار رہیگا و حق شناس ہوگا۔

دیا یا دلوایا ہی) کی گئی اور ہمپر یہ چٹکی (کہ ہمنی انکو ایسی حالت کی ساتھہ مجدد کہا ہی)
لی گئی ہی پڑہا تو اسی دن فوراً خط متضمن دریافت اصل حال روانہ بہوپال کیا -
وہانسی یہہ جواب آیا کہ یہ خبر بالکل بے اصل و پوچ ہی - نوابصاحب نے کسی مصور کو انعام
نہ جیب خاص سی دیا ہی نہ سرکار سی دلوایا ہی ایک لکھنو کے مصور نے ایک اہلکار ریاست
(نایب مدار المہام) کی ذریعہ سی سرکار سی انعام پایا ہی نوابصاحب کو اس کارروائی کا علم
بہی نہیں ہوا چہ جائے کہ انکی رضا یا سعی پائی گئی ہو اب ہمارے دوست معترض
موت کو - قیامت کو - قریب سمجھکر اور آیۃ لا تقف ما لیس لک بہ علم ان السمع و البصر
والفواد کل اولئک کان عنہ مسؤلا[*] اور حدیث کفی بالمرء کذبا ان یحدث بکل ما
سمع[†] پیش چشم رکھکر انصاف سی فرماوین کہ اس کارروائی (انعام مصورین) نواب صاحب
کا کیا دخل ہی اور اسمین انپر یا ہمپر کیا الزام -
آپکی تصویر [illegible]
و اختیار سی نہیں ہوا تصویر کشی تو دربار قیصری مین ہوئی تہی جہان اور نوابون
اور راجگان وغیرہ کی بہی فوٹوگراف مین تصویرین اوتاری گئی تہین اسمین نواب صاحب
کی بے اختیاری مخفی نہیں ہی ناظرین و معترضین خود خیال کر سکتی ہین کہ نوابصاحب
اس مجلس سے اوٹھہ سکتی تہی یا تصویر اوتارنے سی منع کر سکتی تہی -
اور تاج محل مین اس تصویر کا رکہا جانا بیگم صاحبہ رئیسہ کے حکم سی ہوا ہی نوابصاحب
اسمین بہی ہرگز ہرگز راضی نہین ہین - وہ تصویر کہینچنی یا کہنچوانی یا اختیاراً[‡] گہر مین رکہنی کو

---

[*] جسکا تجھے علم نہو اسکے پیچھے مت لگ کان آنکہ اور دل سب سے سوال ہوگا -
[†] آدمی کو جہوٹہا ہونے یا جہوٹ بولنے کے لئے یہی کافی ہی کہ ہر سنی بات (بلا تحقیق) کہدے -
[‡] اختیاراً کی قید اسلئے لگائی گئی ہی کہ بلا اختیار تو اسوقت تمام ہندوستان بلکہ عربستان وغیرہ اسلامی بلاد مین کوئی گہر کسی مقدس سی مقدس (مولوی صوفی ولی متقی) کا بہی ایسا نہ ہوگا جسمین بے اختیار تصویر موجود نہو آج کل اکثر اشیاء ساخت یورپ و یوروپین اشخاص (روپیہ پیسہ بیگ لمپ چہری کپڑہ وغیرہ وغیرہ)

بہت برا جانتے ہین یہہ بات ہمکو ایک خاص مراسلہ سی معلوم ہوئی ہے۔
اسپر اگر کوئی سوال کرے کہ نوابصاحب کو (بیگم صاحبہ) رئیسہ سے
ایسا تعلق ہے کہ اسکے ذریعہ سی وہ جو چاہین ریاست مین کر ڈالین پہر وہ رئیسہ کو ایسے
امور سی کیون مانع نہین ہوتے تو اسکا جواب یہہ ہے کہ وہ باوجود اس تعلق کے آخر محکوم
ریاست ہین بااختیار حاکم نہین ہین کہ جو چاہین فوراً کرا دین۔ ہان حسب موقعہ و مقتضاے
مصلحت نیک صلاح دینی کا حق و منصب رکھتی ہین سوا ہونی بہت موقعہ پورا کیا بیسون منکرات
کو ریاست سی ہٹایا جسکا نمونہ فہرست مین بتایا گیا ہے اور ہنوز کئی منکرات باقی ہین جنمین یہ
امر جس سی بحث ہے بہی داخل ہے انکے ازالہ کے وہ فکر مین ہین خدا نے چاہا تو عنقریب
تو رفتہ رفتہ ان سبہی منکرات کا انقلاع ہوگا اور بہوپال بلدۃ طیبۃ و رب غفور کا مصداق
ہو جاے گا۔ اسوقت تک جسقدر ریاست بہوپال سی منکرات کا ازالہ ہوا ہے
یہ ہی جناب عالی [illegible] کی برکت [illegible] کا تعلق انکے مدعیان
ہمسری کو کسی ریاست سی حاصل ہو تو ہمکو امید نہین کہ انسی اسکا عشر
عشیر بہی ہو سکے بلکہ یہہ خوف ہے کہ انکو ایسی منکرات مین رئیسون
کے تابع اور شامل حال ہونا پڑے یہ آپ ہی کا کام تہا جو تہوڑے
عرصہ مین۔ کر دکہایا۔ ھذا ما اعتقد فیہ واحسب واللہ حسیبہ
وھو بکل شیء حسیب۔

یہہ مضمون گویا تتمہ مضمون نواب صاحب بہوپال اور انکی بابرکت تالیفات کا بقیہ
ہے۔ اسوجہ سی اسمضمون کا ما بقی مستقل طور پر لکہا نہین گیا۔

تصویر سی خالی نہین کسی مقدس و متقی کے گہر مین اور کچہہ نہوگا تو دیا سلائی کا بکس ہی ہوگا وہ بہی تصویر کر
خالی نہین ہماری معترض (مولوی حسین) کا کارخانہ اخبار ہے علاوہ تصویر دار اخبار کے اور کتابون کی کاغذ کی رم بہت ایسی نکلینگے
جنکے ٹکٹون و بلیون کی تصویرون کے ٹکٹ لگی ہونگے اس سی ضرور ماننا پڑیگا کہ اضطراراً یا بلا اختیار تصویر گہر مین رکہنی سی کوئی شخص
بچ نہین سکتا یہان بحث کہ کونسی تصویر گہر مین رکہنی جایز ہے کونسی ناجایز بالفعل ابہی معلوم ہوتی ہے جب کوئی یہہ بحث شروع
کریگا کہ جو تصویرین ہمارے گہر و اخبار مین ہین وہ جایز ہین اور جو بہوپال مین ہین وہ ناجایز ہین تو اسوقت ہم اس امر مین بحث کرینگے

بقیہ ریویو ترجمان وہابیہ

ہند کے مسلمانون مین کوئی دشمن سرکار انگریزی کا نہین ہے خواہ اُنکو
کوئی دشمن اُنکا بلفظ وہابی مشہور کرے یا نکرے اور سچ پوچھو تو ہے بھی یون ہے
اسلئے کہ معرکۂ حال مصر مین جسطرح ریاست بھوپال نے آمادگی اپنی واسطے اعانت
مالی وجانی سرکار انگریزی کے ظاہر کی اور اُسکے جواب مین جناب لارڈ رپن صاحب
بہادر گورنر جنرل ہند نے بتحریر خریطۂ خط شکریہ بیگم صاحبہ کا مع اینجانب ظاہر فرمایا۔
اسیطرح دیگر ریاستہائے ہند نے بھی اظہار خیر سگالی کا کیا اور فتح مصر کی سب کو
خوشی حاصل ہوئی۔ الحاصل یہ رسالہ اس غرض سے لکھا گیا ہے کہ سرکار عالی برٹش گورنمنٹ
کو یہہ بات معلوم ہوجاوے کہ مسلمانان رعایاے ہند و ریاستہائے ہند مین کوئی بدخواہ
اِس دولت عظمی کا نہین ہے اور جن مسلمانان ریاستہائے وغیرہ پر دشمن اُنکے تہمت
وہابیت لگاتے ہین وہ ہرگز وہابی نہین اور اصل مذہب صحیح اسلام مین مسئلہ جہاد کا
کسطرح پر ہے اور کیا اہل اسلام [illegible] غلط کبھی
ہوئی ہے یا اب ہوتی ہے وہ اس راہ و رسم سے بالکل بری ہین بھوپال سے بہت پہلے
وزیر الدولہ بہادر مرحوم رئیس ٹونک کو یاردن نے وہابی ٹھہرایا تھا اسلئے کہ اُنھون
نے بعض رسوم فتنہ انگیزی کو اپنی ریاست سے یکقلم موقوف کرادیا تھا جیسے تعزیہ سازی
پیرپرستی گورپرستی وغیرہ لیکن زمانہ غدر ہندوستان مین وہ کیسے خیرخواہ سرکار
انگریزی کے نکلے اسیطرح ریاست بھوپال اور متوسل اُسکے خواہ اخوان ریاست ہون
جو خاندان خاص بانی ریاست میان وزیر محمد خان بہادر مرحوم مین ہین یا اہلکار ریاست
بڑے ہون یا چھوٹے سب خیرخواہ گورنمنٹ عالیہ ہین اور یہہ ریاست اس امر مین فایق
ہے سب ریاستون پر لیکن مفسد لوگ جسکو جو چاہتے ہین کہدیتے ہین سو یہ رسالہ اُن
غریبون کا بھی مددگار ہوگا جو بلا وجہ دشمنون کی تہمتون مین پھانسے جاتے ہین اور بوجہ

لاعلمی کے اپنے مسائل مذہبی سے کبھی محل عتاب و خطاب حکام ٹھہر جاتے ہین۔ مین خیال کرتا ہون کہ اگرچہ ایک جماعت نے کلکتہ سے لاہور تک وقتاً فوقتاً اس باب مین قلم اُٹھاکر کچھہ کچھہ لکھا پڑھا مطابق اپنے فہم اور استعداد کے لکن جو اصل حقیقت مذہب وہابیت کی تھی اور جو حکم مفتی بہ مسئلہ جہاد کا دین اسلام مین ہے اسکی کشف ماہیت جسطرح اِس رسالہ مین ہے کسی نے ظاہر نہین کی ورنہ اسقدر وہم وگمان غیر واقع جو گاہ گاہ بعض حکام عالیمقام کے ذہن مین کثرت اخبار اعداء و یکدیگر سے راہ پاتا ہے ہرگز پیرامون خاطر عاطر انکے نہوتا اور ایکطرح کی بیفکری اِس قسم کے تنازع فضول سے حکام عالیمقام اور رعایائے مطیع دونو کو حاصل ہو جاتی۔

اِس رسالہ کے دیکھنے سے یہہ بات سبکو بخوبی معلوم ہو جائیگی کہ تہمت وہابیت کی نسبت مسلمانان ہند کے جو دعوی پیروی قرآن مجید وحدیث کا کرتے ہین محض غلط اور براہ عداوت ہے ورنہ اسملک خصوصاً ریاست ہائے اسلامیہ ہند مین نکوئی دنیا مصلح اور لامذہب تعری ہے اور نہ کوئی بد خصال اپنے حاکم آزادگی بخش امن خواہ کا اور اگر کوئی ہو تو بتاؤ کہ کس جگہہ کس ریاست مین کون وہابی ہے اور کیا اسکا ثبوت ہے اور کہان کہان اسباب جنگ وبغاوت یا امداد باغیان دولت برطانیہ کے سامان پائے جاتے ہین جہوٹے پر لعنت خُدا کی۔ جو لوگ مفسد طبع ہین وہ اپنا جُرم دوسرے پر لگاکر خود براہ فریب و دغا بازی نزدیک حکام کے سرخرو بنا چاہتے ہین۔ لیکن ہمیشہ دیکھا گیا کہ خدا جہوٹو کو روسیاہ کرتا ہے حکام معاملہ شناس جلد مغز معاملہ کو پہنچ جاتے ہین بہرحال اِس رسالہ مین پہلے اس سے کہ مین ترجمہ عبارت متعلقہ وہابیت و مسئلہ جہاد کا اپنی کتب مولفہ قدیمہ سے تحریر کرون ایک مقدمہ مختصر بیان حال آفرینش دنیا وبیان مذہب خلق بابت اِس ارفانی وغیرہ کے لکھتا ہون جو طریقہ اہل اسلام پر اور مورخین کے کلام سے ثابت ہے پھر ایک کتاب کا ترجمہ فصل علیحدہ مین پھر سرگزشت

مختصر اپنے آخر رسالہ مین جو ایک سبب اصلی تالیف اس مقالہ کا بھی ہے لکہون گا اور سرکار عالیہ برٹش کے انصاف و قدرشناسی کا منتظر رہون گا اسلئے کہ جس طرح اِس رسالہ سے بیجرمی متہمان وہابیت کی اور تحقیق اِس لقب کی جو باعث تشویش خاطر حکام عالیمقام ہے ثابت ہوتی ہے - اسیطرح اُن جاہلون مفسدون کیواسطے جو ہر وقت ہر خرفشار و ہشت و مُشت مین جہاد کا نام لیکر فساد کو تیار ہو جاتے ہین ایک تازیانہ اسلامی ہے حق تعالی نے قرآن مجید مین فرمایا ہے تلك الدار الاخرة نجعلها للذين لايريدون علوا في الارض ولا فسادا والعاقبة للمتقين"

یہ دیباچہ کی عبارت ہے اسکے بعد جو مقدمہ بیان ہوا ہے اسمین عالم کی ابتدا آفرینش کے حالات ہین اِس مقدمہ کے بعد اسکی پانچ فصلون مین ان مسایل کے نقل و تفصیل سے ہے جو مسئلہ جہاد اور معنی وہابیت کے متعلق نواب صاحب کے قدیم تالیفات رسایل [illegible] مواید العواید و روض خصیب وغیرہ) مین پائی جاتی ہے اور اسکا حصل اشاعۃ السنہ نمبر ۸ و ۹ جلد ۲ مین (جسکو کاتب نے غلطی سے جلد ۶ لکھدیا ہے) منقول ہو چکا ہے - پہر اسکی فصل ششم مین آپ کی کتاب تاج مکلل سے وہ بیان نجد کے تاریخی حالات اِس عبارت و الفاظ سے بیان ہوئے ہین -

یہہ کتاب عربی زبان بطور تاریخ ہے اسمین سے جن کے حالات یہان لکھنا ضرور ہین اُنہین سے اول ابن سعود ہین نام اُن کا محمد ہے نجد کے رہنے والے تھے اثار الادہار مین مذکور ہے کہ وہ ایک مشایخ عرب عنزہ مین سے ہین جو ایک قبیلہ کا نام ہے اسمین یہ قبیلہ مسالیخ کے شیخ تھے اور اُنکو عرب مین وائل اور تغلب اور شمر اُن قبیلون سے قرابت تہی اور نہایت خوش خُلق اور سخی اور عاقل تھے اور دادا اُنکے سعود اپنے گھر کے سردار تھے کہ وہ درعیہ مین اپنے قبیلہ مین بود و باش رکھتے تھے اور ابن عمار کے عاملون مین تھے جو حاکم تھا عیانہ کا اور جب محمد بن عبد الوہاب نے اپنی

دعوت وہابیت ظاہر کی - قرامطہ اُن سے بگڑے اُنہون نے ابن سعود کے پاس
جاکر پناہ لی ابن سعود نے اُن کی دعوت قبول کی اور مدد پہ کہڑا ہوا محمد نے وعدہ
کیا کہ تو بلاد نجد پر حاکم ہوجاویگا اور یہہ معاملہ سنہ ۱۱۶۰ع کا ہے پہر ابن سعود نے عبدالوہاب
کی بیٹی سے نکاح کیا اور اُسکے قبیلہ کے بہت لوگون نے محمد بن الوہاب کی دعوت
قبول کرنے مین اُسکی موافقت کی اور دعوت وہابیہ اُن کی بلاد مین پہیل گئی اور
اس طرف کے بہت لوگ اُن کے تابع ہوگئے اور ابن سعود کا غلبہ روز افزون ہونے
لگا اور اتباع اُسکے بہت ہوگئی اور ابن دعاس سے اور اس سے لڑائی ہوئی اس لڑائی
مین ابن دعاس نے شکست کہائی اور وہان سے قطیف کو جاکر مر گیا اس وقت مین
ابن سعود کی حکومت وولایت جمیع بلاد نجد پر جو جنوب واقع تہی بخوبی ہوگئی اور کام اُسکا
ترقی پر ہوا اور اُس نے تجویز کی کہ سایر بلاد نجد پر حاکم ہوجاوے اور عراق قرمطی پر
چڑہائی کی اور فتحیابی [illegible] قصد کیا اور یہہ ملک
سب اُسکی زیر فرمان ہوگئے اسکے بعد وہ مر گیا اور اپنے بیٹے کو بڑی سلطنت پر چہوڑ
گیا یعنے سعود کو اور سعود نے اُس سلطنت کا اہتمام وبندوبست خوب کیا اور بڑے
بڑے کام کئے اور عبدالوہاب کے بیٹے محمد نے جو اُن سے وعدہ کیا تہا کہ تو حاکم
تمام بلاد نجد کا ہوجاویگا وہ پورا ہوا اور قریب کے لوگ اُس سے ڈرنے لگے اور اسکی مقابلہ
اور محاربہ سے خوف کرنے لگے اور یہہ شخص عالی ہمت اور صاحب شجاعت ہوشیار
ذی فراست تہا اور بڑا ادیب اور خوش خلق وخوش گفتار تہا اور درعیہ کو اُس نے خوب
آباد کیا اور بہت سی مساجد اور محل تعمیر کئے اور لوگ اُس سے اُنس کرتے اور اُسکی صحبت
سے بسبب حسن اخلاق اور خوبی گفتار کے محظوظ ومسرور ہوتے تھے اور اپنی رعیت
پر ظلم وتعدی اور خونریزی گوارا نکرتا تہا بلکہ نرمی اور حلم سے اُنکے ساتھ پیش آتا پر دعوت
وہابیت پہیلاتا تھا اور باگ اختیار دین کی عبدالوہاب کے ہاتھ مین دے رکھی تہی

اور ملقب بلفظ امیر تہا اور اُسکی وفات سنہ ۱۷۹۰ء مین ہوئی سن میلاد سے تخمیناً انتہی

یہ کتاب جسکی یہ عبارت ہے تصنیف عالم مذہب عیسائی کی ہے بیروت مین طبع ہوئی

اس میں محمد بن سعود اور اُسکے شیخ محمد بن عبد الوہاب کا سنہ اور حال ضبط

کیا ہے -

(۲) دوسرے عبد العزیز بن محمد بن سعود آثار الادہار مین لکھا ہے کہ محمد اُن کے

باپ نے انکو خلیفہ کیا اور یہہ اپنے باپ کے رویہ پر چلتا رہا امور سیاست مین قدم

بقدم اُسکے رکھتا رہا اور وہابیت کے پہیلانے مین بہت کوشش کی اور ہمیشہ

لڑائیون اور سخت سخت کامون مین مشغول رہا اور یہہ اپنے مذہب کا بڑا عالم اور صاحب

سطوت و شجاعت تہا اور خلیج عجمی سے حجاز تک سب لوگون نے اُسکی حکومت اور امارت

قبول کی اور جب اپنی اطراف کی حکومت مین خوب مضبوط و مستقل ہُوا اور قبائل عرب

اور ممالک حجاز کے لیے مستعد ہوا [illegible] اور

نوبت بجنگ جدل پہنچی اور یہہ لڑائی سنہ ۱۷۹۲ء میلادی مین یا سنہ ۱۷۹۴ء مین واقع ہوئی اور ایک

مدت تک جاری رہی اور چند ماہ کے بعد فرقہ وہابیہ مدینہ منورہ اور مکّہ معظمہ پر غالب

ہوگئے اور عبد العزیز نے قطیف کا قصد کیا اور وہان کے لوگون کو قتل کیا پہر بحرین کا قصد

کیا اور اسپر فتحیابی اور جزایر قریبہ پر وہان کے مسلّط ہوگیا اور خلیج فارسی اور خلیج شرقی

کے لوگون نے اُسکی اطاعت اور امارت قبول کی پہر لشکر اُسکا عمان کو روانہ ہُوا اور جب

عمان مین داخل ہوا وہان کے حاکم سعید نے ہزیمت پاکر مسقط کو بہاگا اور وہان قلعہ

مین متحصن ہُوا عبد العزیز کے لشکر نے اُسکا مسقط تک تعاقب کیا اور وہان قلعہ کو

جاکر ایک مدّت تک گہیرا اور اس محاصرہ مین سعید نے عاجز ہوکر صلح چاہی غرض

ان دونون مین صلح ہوئی اور سعید نے ہر سال جزیہ دینا قبول کیا اور یہہ اقرار ٹہرا

کہ وہابیون کا ایک حق مسقط وغیرہ کی مساجد مین مقرر رہے اور وہابی اُن دنون وہا

بصرہ اور اسکی اطراف مین قبایل عرب کو لوٹتے تہے اور ۱۷۹۷ء تک انکی یہی کیفیت رہی اور اُسی سال سلیمان پاشا والی بغداد نے ایک لشکر کثیر الاعداد ظفر اور شبی شمر اور منتفج کے لوگون سے جمع کر کے عبدالعزیز کیطرف روانہ کیا اور اُس لشکر نے درعیہ کیطرف توجہ کی اور راہ مین احسا کیطرف مُلتفت ہُوا اور احسا کے قلعہ کا ایک مہینہ تک محاصرہ کیا اور وہان کے حاکم نے عبدالعزیز کو خبر کی وہ نجد سے بافواج گران فوراً چڑہ دوڑا اور سلیمان پاشا اور عبدالعزیز کے درمیان صلح ٹھہری اور چھہ برس تک اُسی صلح پر دونون قایم رہے اور سلیمان پاشا بعد تقرر صلح کے پہر بغداد مین لوٹ گیا اور عبدالعزیز نے ۱۸۰۱ء مین مشہد امام حسین رضی اللہ عنہ کی طرف لشکر تیار کر کے روانہ کیا اور اُسکے مقدمہ یعنی پیش خیمہ مین آپ ہی نکلا اور فرات کے کنارہ سے اُسکا گذر ہوا اور قومیط کے لوگون نے اُسکی اطاعت ڈر کر قبول کی اور بہت غلام اور تحت [illegible] لشکر مین سی کچھہ لوگون کو زبیر اور سوق شیوخ اور سماوہ کیطرف روانہ کیا کہ اُن ملکون کو فتح کرین اور آپ مشہد علی رضی اللہ عنہ مین پہنچا اور اسکا محاصرہ کیا اور حاکم وہان کا ایک مدت حصار مین متحصن رہا پہر بعد فتح حصار کے عبدالعزیز کربلا کی طرف متوجہ ہوا اور وہان جاکر خون ریزی اور غارت کا بازار گرم کیا اور امام حسین کے مزار کا سامان سب لوٹ والون پر مباح کر دیا وہان کی آبادی اکثر ویران ہوگئی اس جنگ وجدل کے بعد جب درعیہ کو لوٹا والی بغداد نے ایک لشکر عثمانیہ کا اُسکی طرف روانہ کیا اور عبدالعزیز نے ایک تہوڑی مسافت پر درعیہ سے باہر اُس لشکر سے مقابلہ کیا اور بعد جنگ وقتل کے اُسکو درہم برہم کر دیا اور اُسی سال مین غالب شریف مکّہ سے دوبارہ لڑائی ہوئی عبدالعزیز نے دوسرے سال ایک لشکر تیار کر کے طایف کو بہیجا اور اونہون نے وہان قتل وقمع کے بعد فتح پائی اور کربلا کیطرح وہان بہی

قتل عام کیا اور اموال اُن کے لوٹ لیے اور اسی سال مین قنفذہ کو جو سات دن
کی راہ پر جدّہ سے جنوب کیجانب واقع ہے فتح کیا ۱۸۰۳ء مین عبد العزیز نے ایک
لشکر وہابیون کا تیار کر کے اپنے بیٹے سعود کو اُسکا مقدمۃ الجیش بنایا اور مکہ معظمہ کو
روانہ کیا وہ لشکر مکّہ مین پہنچا اُس نے اہل مکہ کو زیر و زبر کر کے تین مہینے تک اُسکے
حصار کا مقابلہ کیا اہل مکّہ کا توشہ تمام ہوگیا ناچار اُنہون نے اسکی اطاعت قبول
کی اور غالب شریف مکہ مغلوب ہو کر جدہ کو روانہ ہوا اور سعود بن عبد العزیز مکہ
مین نیسان✝ مین داخل ہوا اور وہان کے لوگون کے ساتھ بہت رعایت اور مدارات
کی اور اس مقام کے آداب و تعظیم کو بخوبی بجا لایا اور بعضون نے لکھا ہے کہ وہان
کے سردارون اور شریفون کو قتل کیا اور کعبہ کو برہنہ کر دیا اور دعوت وہابیت قبول
کرنے کو لوگون پر جبر کیا پھر وہان سے مع لشکر جدہ کو روانہ ہوا اور اس کا گیارہ روز
محاصرہ رہا۔ غالب شریف نے اُسکی اطاعت قبول کر کے بہت سے اموال بطریق
تحفہ اُسکو پیشکش کئے اسی اثنا مین عبد العزیز مقتول ہوا اور کیفیت اسکی قتل کی یہ ہے
کہ اُسی سال کے وسط مین وہ ایک دن نماز مین مشغول تھا ایک مرد شیعی نے جو فارس
کا تہا اور نام اسکا عبد القادر تہا اوس نے عبد العزیز پر حملہ کیا اور دو نوشانون کے
بیچ مین ایک تلوار ماری کہ اُسکے زخم سے وہ زمین مین گر گیا اور خون مین لوٹنے لگا
اور لوگ اس قاتل پر دوڑ پڑے اپنے نیزے لیکر اور اسکا سارا بدن نیزون سے چھید ڈالا
باقی رہا سبب قتل سو مورخین یون بیان کرتے ہین کہ۔ بادشاہ
فارس نے ابن سعود کو اسلئے مروا ڈالا کہ اُس نے بلاد قطیف اور
جزایر بحرین کو اُسکی ولایت سے چھین لیا تہا اور مشہد امام حسین کو برباد کیا تھا اور
اُس سے لڑنیکی طاقت نہ تھی سو اسطرح فریب سے عبد القادر کے ہاتھ سے قتل کروا دیا
عبد القادر پہلے درعیہ مین آیا اور بڑی دینداری او زہد و عبادت ظاہر کی اور مساجد

✝ رومیون کے مہینون سے ساتوین مہینے کا نام ہے۔

مین مشغول بعبادت رہتا تھا یہان تک کہ اپنے مقصود پر فایز ہوا - ابن سعود بہی نماز
کا پابند تہا کہ ہر نماز اپنے وقت مین ادا کرتا تہا اور یہی شان اور علماے وہابیہ کی بہی
تہی اور بعضون نے کہا کہ عبد القادر مذکور نے عبد العزیز کو اپنے عیال کے عوض مین
قتل کیا کہ وہ اُسکی تلوار سے کربلا مین مارے گئے تھے عبد العزیز نے اپنے بیٹے سعود کو خلیفہ
کیا تمام ہوا مضمون آثار الادہار کا -

(۳) تیسرے سعود جو بیٹا عبد العزیز کا ہے جب اپنے باپ کی جگہہ پر بیٹھا ۱۸۰۴ء
مین اُسکا حال آثار الادہار مین یون لکہا ہے کہ وہ کریم النفس عالی ہمت دانا و مضبوط
اور ادیب اور عالم اور بہادر تہا اور اپنی عالی ہمتی سے بڑے بڑے کامون پر اقدام
کرتا تہا اور اپنی بہادری اور شجاعت کے سبب سی بہ نسبت اور بہائیون کے باپ کو بہت
پیارا تھا اور باپ نے اسکو کئی بار لشکرون کا سردار کرکے جابجا قریب بعید ملکون مین روانہ
کیا تہا اور وہ بسرداری لشکر وہابیہ کئی جگہہ فتحیاب ہوا اور اسمین تدین اور علم
[illegible] اسکے [illegible] اور عام اسکی طرف میلان رکہتے تھے اور اجراے احکام مین
ایک شمشیر برہنہ تہا اور مجرمون کو سخت سزا دیتا اور ابطال طلاق مین اوس نے بہت
کوشش اور فریضہ رمضان کی حفاظت مین بہت سعی کی اور سعد ہمیشہ اسکا خادم رہا
اُسکے ایام امارت مین اور موافق رہا اُسکی دولت مین یہانتک کہ جب سعد مر گیا اُسکے
گہر والون مین ایک بلا پڑ گئی اور اُنمین پھوٹ ہو گئی اور وہ بڑی دولت والا تہا
اور بڑے لشکر والا اور اُسکی ڈاڑہی اور مونچھون کے بال بہت گہنے تھے سواہل درعیہ
نے اُسکا نام ابی الشوارب رکہا تہا اور اُسکی پہلی بیوی سے آٹھ بچے تھے اور دوسری سے
تین اور جب اسکے باپ عبد العزیز نے انتقال کیا اُسوقت سعد حجاز مین غالب شریف
کی لڑائی مین مشغول تہا اور راستے شریف کے لشکر کے بند کر دئے تھے اور غالب نے
مغلوب ہو کر اُسکی امارت کو تسلیم کر لیا تھا اور یہی غالب جب مکہ مین لوٹ کر آیا اور وہان کو

غافل پا کر چاہا کہ اُن پر تسلّط کرے سعود نے اُسکی بہت تعظیم و توقیر کی اور اپنے نزدیک رکھا پھر بنی صرب سے حرب کا اتفاق ہوا اور اُن کے شہرون مین اُس نے بہت خون ریزی کی اور شہر ینبع مین اُترا اور وہان کے لوگون نے اُسکی اطاعت قبول کی پھر مدینہ منورہ مین گیا اور وہان کے لوگون پر جزیہ باندہا اور مزار مقدس نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کو برہنہ کر دیا اور اُسکے خزائن اور دفائن سے سب لوٹ کر درعیہ کو لیگیا بعضون نے کہا کہ ساٹھ اونٹون پر بار کر کے خزائن لیگیا اور ایسا ہی ابی بکر اور عمر رضی اللہ عنہما کے مزارات کے ساتھ پیش آیا اور مدینہ پر نمر بن شیخ بنی حرب کو حاکم کیا اور لوگون کو دعوت وہابیہ کے قبول کرنے پر مجبور کیا اور سعود نے قبہ مزار نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو ڈہانیکا قصد کیا مگر اس امر کا مرتکب نہ ہوا اور حکم کیا کہ بیت اللہ کا حج سوائے وہابیون کے اور کوئی نہ کرے اور عثمانیون کو حج سے مانع ہوا اور کئی برس تک حج سے [illegible] لوگون کو حج نصیب ہوا اور ان کے خوف سے اکثر حجاج اپنے مقاصد پر فائز نہ ہو سکے اور اواخر سنہ ۱۸۰۲ء مین سعود نے ابو نقطہ کو جو عسیریون کا شیخ تہا اپنے لشکر کے پیادون کے ساتھ صنعا یمن کے شہرون مین بہیجا اور اُس نے اُن شہرون مین داخل ہو کر بہت خونریزی کی اور لحیا اور حدیدہ کو غارت کیا پہر اپنے شہرون مین لوٹ آیا اور حمود صاحب صنعا نے دعوت وہابیہ قبول کی کہ اُن کے شر سے اپنے شہر کو بچاوے اور تمام بلاد حجاز نے اطاعت اور امارت سعود کی قبول فرمائی اور حکم اُسکا تمام بلاد عرب مین پہیل گیا سوائے حضرموت کے اور بعض قری یمن کے غرض سلطنت اُسکی بہت عریض و طویل ہو گئی۔ پہر سعود نے اپنی لشکر کئی بار بصرہ کو بہیجے اور مابین النہرین اُنہون نے بڑی خون ریزی کی اور بصرہ مین داخل ہوئے پھر اپنے حرک غلام کو صحرای شام کی طرف روانہ کیا اور اُس نے جا کر وہان قتال کیا اور حلب تک ان کا تعاقب کیا

اور بعض لشکری اُسکے فرات سے پار اُترے اور وہان کے ملکون مین لوٹ مار اور
قتل وقمع کی اور بغداد کے اور اُنکے بیچ مین تہوڑی مسافت باقی رہگئی اور اس اثنا
مین ابی نقطہ عسیری اور حمود صاحب صنعا مین لڑائی جاری تھی اور ۱۸۰۸ء مین
یوسف پاشا والی شام ہوا اور اُس نے وہابیون کی لڑائی مین بڑی کوشش کی اور
اپنی مراد کو نہ پہنچا اور اُسی سال مین خلیج عجمی پر اسطول انگریزی آیا اور اُس نے راس
خیمہ پر گولہ باری کی کہ وہ ویران ہوگیا اُسکے رہنے والے چور تھے کہ وہ رہزنی انگریزونکی
کرتے تھے اور اُن کے جہازون کو لوٹ لیتے تھے اور ۱۸۱۰ء مین سعود نے بلاد شام
کیطرف چھ ہزار سوار لیکر ارادہ کیا اور اسمین پہونچکر بڑی خونریزی کی اور (۵۴)
شہرونکو وہان کے خراب کیا یہانتک کہ اُسکے اور دمشق کے بیچ مین دو دن کی راہ
رہگئی اور وہانکے لوگ اُس سے ڈرے اور یوسف پاشا کو اُس سے مقابلہ کرنیکی طاقت
نہ تھی مگر سعود وہین سے فتح پاکر لوٹ گیا اور پہر اسکو خبر لگی کہ بعض سردارون بلاد حجاز
نے [illegible] اطاعت سے انکار کیا اسلئے اسیوقت اپنا چہہ لشکر اس جانب روانہ کیا
اور اُس نے اُنکے شہرون مین داخل ہوکر وہان کے چھوٹے بڑونکو نہ تیغ کیا۔
اور وہان دس ہزار آدمی تھے سو اُنمین سے ایک بھی نہین بچا اور جب امر وہابیت
نے اُسکے وقت مین خوب زور پکڑا اور اُنکا رعب وداب لوگون مین زیادہ ہونے لگا
تب سلطان محمود خان نے اُنکے دفع کا ارادہ کیا اور اُنکے شر سے لوگون کو بچانا چاہا
سو اُس نے محمد علی پاشا خدیو مصر کو لکھا کہ ان لوگون کو بر وبلاد حجاز سے نکالدو اور
انکی حکومت اور ولایت حرمین شریفین وغیرہما سے اُٹھادو سو اُس نے توشہ اور
لشکر جمع کرنا شروع کیا اور جب ایک بڑا لشکر تیار کرلیا اُسپر طرسون پاشا نے اپنے
بیٹے کو امیر بنا کر روانہ کیا لشکر وہان سے اسطول روانہ ہوکر (۲۸) جہازون
مین براہ سویس ینبع تک پہنچا اور تشرین مین اُترا اوایل ۱۸۱۱ء مین پھر ینبع سے

مدینہ منورہ کا ارادہ کیا اور اسکی راہ مین بدر اور صفرا پر غلبہ کیا پہر عبد اللہ
بن سعود اور اسکے بہائی نے اس لشکر سے مضیق جدیدہ مین کہ وہ قریب ایک
منزل کے ہے مدینہ سے ملاقات کی اور بڑا مقاتلہ ہوا لشکر نے شکست کہائی سب
اموال و اثقال اسکے وہابیون کے ہاتہہ آئے اور چار توپین معہ سامان حرب اُنکے
ہاتہہ لگین پہر طرسون پاشا اُنکی قید مین دوبارہ آیا اور مدینہ کیطرف تشرین اول
سنہ ۱۸۱۲ مین مدینہ پہنچا اور سارے شہر کو گہیرا اور تشرین ثانی مین سن مذکور سے مدینہ
مین داخل ہوا اور وہابیون کا قتل کرنا شروع کیا اور لوٹ مار وہان جاری کی
اور بعضی وہابی قلعہ مین متحصن ہوئے جب انکا توشہ تمام ہوگیا تو اُنہون نے
امن چاہی اور طرسون نے انکو امن دی جب وہ قلعہ سے باہر نکلکر مدینہ سے دور
گئے ایک لشکر نے اُنپر حملہ کیا اور اُنمین سے کسیکو نہ چہوڑا مگر جو بہاگ نکلا اور سنہ ۱۸۱۴ع
مین طرسون نے مکہ مکرمہ پر فتح پائی اور جدہ پر غالب ہوا اور اسمین اور وہابیون
مین کئی لڑائیان ہوئین اور مصری قنفدہ پر اسی سن مین غالب ہوئے اور
تہوڑی عرصہ مین وہابیون نے اُنپر حملہ کیا اور مصری بہاگ نکلے اور وہابی شہر
مین داخل ہوئے اور قتل و قمع شروع کیا اسی ایام مین سعود بن عبد العزیز جسکا
ہم حال لکہہ رہی ہین اُسکا انتقال ہوا مرض بخار مین اور یہہ معاملہ آٹہوین جمادی الاول
سنہ ۱۲۲۹ ہجری (۲۸) نیسان کو سنہ ۱۸۱۴ میلادیہ مین ہوا عمر اُسکی اڑسٹھ برس کی تھی
جو تہے عبد اللہ بیٹا اُسی سعود کا ہے جسکا حال ہم اوپر لکہہ چکے مرد شجاع تہا اور
اور باپ اکثر امور مین اسپر اعتماد رکہتا تہا اور وہ علو ہمت اور جنگجوئی اور بہادری
مین اپنے باپ سے بڑہکر تہا مگر صاحب عزم ایسا نہتا جیسا اسکا باپ تہا اور وہ محمد علی پاشا
عزیز مصر کے مقابلہ مین درہم برہم ہوگیا اور عزیز مصر حجاز مین آیا اور اپنے لشکر کا
تفقد حال کیا اور اُن سے مدد لیکر بلاد حجاز مین بہت خون ریزی کی اور وہابیون پر

غالب ہوا اور لوگون کو اُنکی شر سے امان دی پھر عزیز مصر مکہ مین لوٹ آیا ۱۸۱۴ء
مین اور ابن سعود سے صلح طلب کی اِس شرط سے کہ وہ جو چیزین مزار نبوی سے
لوٹ لیگیا ہے پھیر دے اور اگر نہ پھیریگا تو لشکر عزیز کا درعیہ مین داخل ہوکر بالکل
استیصال درعیہ کا کریگا ابن سعود نے اس صلح کو قبول نہ کیا اور عرب نجد کی طرف
چلا کہ طرسون پاشا سے ملے کہ وہ خُبرہ مین جو قصیم کے حوالی مین ہی اُترا ہوا تہا
اور ابن سعود شنان مین اُترا جو خبرہ سے کئی گھنٹے کے راہ پر ہی اور وہان مصریون
کی راہ بند کی انکو گھیر لیا وہ اُنکے لشکر کے کثرت سی ڈرے اِن سی صلح چاہی اسمین
ابن مسعود کے ساتھہ مصریون نے فریب کیا ابن سعود نے انکی صلح مان لی وہ صلح ابن سعود
اور طرسون کے درمیان ان شرطون کے ساتھ ٹھیرے کہ وہان سے کچہ مزاحمت نہ کی
جاوے اور حج کی انکو اجازت دی جاوے بغیر مزاحمت کی اور مصری لوگ قصیم کو چہوڑ دین
اور [illegible] کے مصریون مین
ملگئے تہے اور اقرار کرین سلطان کی سلطنت کا سوائے اسکے اور شرطین مقرر ہوئین
اور طرسون پاشا اپنا لشکر لیکر خبرہ سے رَس کیطرف لوٹا پہر وہان سے مدینہ گیا اور اواخر جون
۱۸۱۵ء مین مدینہ مین داخل ہوا اور اپنے باپ کو وہان نہ پایا اِسلیئے کہ وہ مصر کو کسی
ضرورت سی چلا گیا دو قاصد ابن سعود کے مصر گئے اور عزیز مصر سے پروانہ صلح طلب
کیا اُس نے انکار کیا اور کہا ہم صلح نہین کرتے جبتک کہ احسا جو ایک عمدہ اور نہایت
ارزانی کا ملک تہا وہابیون کا دولت کے سپرد نہ کر دیا جاوے غرض وہ دونون
قاصد بے نیل مرام لوٹ آئے اور یہ خیانت مصریون کی ابن سعود کو بُری لگی اور دوبارہ
لشکر اُن کے مقابلہ کو تیار کیا اور یہی حال ۱۸۱۶ء تک رہا اور شہر اب مین سنہ مذکور
سے ابراہیم پاشا ابن محمد علی پاشا ایک لشکر گران لیکر حجاز گیا اور ابن سعود کی لڑائی
مین بڑی کوشش کی اور اُنکے شہرون کے لینے مین بڑی سعی بجا لایا اللہ نے